ہمسایوں کے حقوق

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((من سره أن يحب الله ورسوله أو يحبه الله ورسوله فليصدق حديثه إذا حدث، وليؤد أمانته إذا ائتمن، وليحسن جوار من جاوره.))

(شعب الإيمان للبيهقي، حديث: ١٥٣٣)

”جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے، یا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اسے پسند کریں، تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچی کرے اور جب اسے امانت پکڑائی جائے تو اسے ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔“

کام چھوٹا گناہ بڑا

۳۲: عورت اپنے شوہر سے جدائی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا دعـا الرجل إمراته إلى فراشه فأبت أن يجيء لعنتها الملائكة حتى تصبح .)) (صحيح بخاري، رقم الحديث: ٥١٩٣، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٤٣٦، ابوداود، رقم الحديث: ٢١٤١)

''جب شوہر اپنی بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

۳۳: رعیت کو دھوکا دینا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مـا مـن عبـد يسترعيه رعيه يموت يوم يموت وهو غاش لرعيته إلا حرم الله عليه الجنة . " (صحيح بخاري، رقم الحديث: ٧١٥٠، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢١/ ١٤٢)

''جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی رعیت کی ذمہ داری دی، پھر اگر وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ اپنی رعیت کو دھوکا دینے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کردیا۔''

۳۴: عورت کا طلاق طلب کرنا:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أيـمـا امـرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس فحرام عليها رائحة الجنة . " (سنن ترمذي، رقم الحديث: ١١٨٧، سنن ابوداود، رقم الحديث: ٢٢٢٦، مسند احمد: ٥/ ٢٧٧)

''جو عورت بھی اپنے شوہر سے بغیر کسی عذر کے طلاق کا سوال کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

۳۵: جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تصحب الملائكة رفقة فيها كلب أو جرس . "

(صحيح مسلم: ١٠٤/ ٢١١٤، ابوداود: ٢٥٥٥)

''فرشتے کسی ایسی جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الـجـرس مزامير الشيطان . " (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢١١٤، ابوداود: ٢٥٥٦) ''گھنٹی شیطان کا باجہ ہے۔''

(عبدالرحیم بلتستانی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

مسلک اہلحدیث کا داعی وترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور

یکے از مطبوعات دار الدعوۃ السلفیۃ

بانی: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

سرپرست: مولانا ابوبکر صدیق السلفی

20 جمادی الاولیٰ 1433ھ جمعۃ المبارک 13 تا 19 اپریل 2012ء

شمارہ 15 جلد 64

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	-/12 روپے
سالانہ	:	-/500 روپے
بیرونی ممالک سے	:	-/200 ریال -/60 ڈالر امریکی

خط کتابت کے لیے	:	ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر	:	ABL 2466-4 بلال گنج برانچ لاہور
فون نمبر	:	042-3735 4406
فیکس نمبر	:	042-37229802
رجسٹرڈ نمبر	:	CPL : 12

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

ادار یہ

یہ بازی............

حافظ احمد شاکر

لیجیے صاحب! امریکہ نے امیر جماعۃ الدعوۃ محترم جناب حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے سر کی قیمت ایک کروڑ ڈالر مقرر کر دی ہے۔ یہ اعلان ایک امریکی عہدیدار نے چار مسلمان حکومتوں (ایران، افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش) کے پڑوس میں ایک ایسی حکومت کی سرزمین پر کیا ہے جو خود کو کہتی......سیکولر......لادین ہے لیکن اس کا بغضِ مسلم (کشمیر، بابری مسجد اور آئے دن مسلم کش فسادات کے باعث) چھپائے نہیں چھپتا۔ امریکہ کا بھارت کی طرف اعتناء اور اس پر اس کی توجہات وعنایات اب ڈھکی چھپی نہیں رہیں اور نہ ہی امریکہ کی یہ خواہش خوابیدہ کسی ذی شعور سے مخفی ہے کہ وہ ان مسلمان ممالک پر ایک کافر حکومت کو اس طرح مسلط کرنا چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی درجے میں یہ مسلمان ممالک اس کے زیر نگیں رہیں یا وہ ان میں دخیل رہے۔ جبکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اسلام نے (اپنے پیروکاروں) مسلمانوں کو دین حق پر یقین سے نواز رکھا ہے، اس دین پر ایمان کے باعث جو جرأت ومحبت مسلمانوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے اور جس طرح مسلمان شوقِ شہادت میں سینہ تان کر موت کو گلے لگاتے ہیں، دنیا کا کوئی بھی دین اپنے پیروکاروں کو یہ حوصلہ اور یہ جرأت نہیں دے سکا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے سربلندی کے لیے صرف مومن ہونے کی شرط لگائی ہے۔ مسلمان حکمران اگر مومن ہوں تو دنیائے کفر کے لیے ایک ہی مومن کافی ہو سکتا ہے۔ ان چار مسلمان ممالک پر تھانیداری کے لیے امریکہ بھارت کو مسلسل انگیخت بھی دے رہا ہے اور ''ٹھمنے'' بھی یعنی بیساکھیاں بھی دے رہا ہے۔ لیکن بھارت اب تک کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو جائے کے مخمصے میں الجھا ہوا ہے اور تخریب کاری، سازشوں اور دسیسہ کاریوں ہی کے ذریعے برسرِ پیکار ہے۔

یہ حقیقت بھی عالم پر آشکار ہے کہ جماعۃ الدعوۃ یا حافظ محمد سعید کا اصل ہدف تو اوّل فالاوّل یعنی بھارت کو مسلمانوں پر مظالم سے روکنا ہے جبکہ بھارت اس مرد درویش سے مسلسل لرز رہا ہے جو اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم یعنی

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　　رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

کے مظہر ہے حافظ صاحب حفظہ اللہ اور ان کی جماعت......شعبہ خدمت خلق، فلاح انسانیت......تو حلقہ یاراں کی بجائے حلقہ انسانیت کے لیے بھی بریشم کی طرح نرم ہے کہ دنیا میں کسی بھی مذہب وملت کا کوئی انسان جہاں کہیں کسی آفت سماوی کی زد میں آتا ہے تو یہ جماعت اپنے جاں نثاروں اور خدمت گزاروں کے ساتھ داد و بے داد سے بے نیاز وہاں خدمت وفلاح انسانیت کے لیے پہنچ جاتی ہے اور ایک جہاں نے اس کا اعتراف بھی کیا۔ ہاں اس سے تکلیف اور اس سے پریشان اگر ہے تو وہ صرف بھارت ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں پر کافروں کے مظالم برداشت نہیں کرتی، دنیا پر تسلط وحکمرانی بلکہ دنیا پر تھانیداری کی آرزومند امریکہ نے بھارتی سرزمین پر حافظ صاحب حفظہ اللہ کے سر کی قیمت کا اعلان کر کے بھارت کو خوش کیا ہے، حافظ صاحب کے بھارتی خوف میں خود کو شامل کیا ہے یا اس نے بغض مسلم کا کھلا اظہار کر دیا ہے کہ الکفر ملۃ واحدۃ کہ کفر سب اکٹھا ہے۔ اب ملت اسلامیہ کو چاہیے کہ وہ دنیائے کفر کو یہ بتا دے کہ مسلمان اکٹھے نہیں بلکہ ایک جسم کی طرح ہوتے ہیں کہ جب جسم کے کسی حصے کو تکلیف پہنچے تو پورا جسم دکھنے لگتا ہے اگر کسی ایک مسلمان کو گزند پہنچتی ہے تو ہر مسلمان اپنی ذات اور بساط کی حد تک اس کا دکھ اور کرب محسوس کرتا ہے۔ اس موقع پر پاکستان کے سارے مسلمانوں نے ایک جسم ہونے کا یوں اظہار کر دیا ہے کہ ہر فرقے، مسلک اور گروہ نے اس امریکی حرکت کی کھل کر اور بھرپور مذمت کر دی ہے اور حافظ صاحب اور جماعت الدعوہ نے اظہار یکجہتی کیا ہے۔ نیز

حافظ صاحب نے ڈنکے کی چوٹ پر جواباً یہ فرما دیا ہے کہ انعام تو گم شدہ لوگوں پر ہوتا ہے میں تو پاکستان میں زندہ وسلامت پھر رہا ہوں۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں　　　جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

یہ بات تو سب جانتے بلکہ اس بات نے سب کو الجھا رکھا ہے کہ حافظ صاحب حفظہ اللہ نے جہاد اور خدمت خلق کا جو راستہ اپنا رکھا ہے وہ خوف اور بزدلی کا راستہ نہیں بلکہ یہ تو وہ راستہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مال کے بدلے جنت کا سودا کرلیا ہے۔'' بھلا وہ کب موت سے ڈریں گے ان کا کیا ہر مسلمان کا اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہوتا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن کے نیاز مند عام مسلمانوں بلکہ انسانوں کی جانیں بچانے کے لیے جانیں نچھاور کردیتے ہیں وہ اپنے امیر، قائد اور راہنما کے لیے کس بات سے دریغ کریں گے؟

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا　　گر جیت گئے تو کیا کہنا ہارے بھی تو بازی مات نہیں

حافظ سعید یا جماعۃ الدعوہ تو یہ سمجھ چکی ہے اب یہ مسلمان حکمرانوں کے یہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا میں طاقتیں صرف دو ہی ہیں۔ ایک اسلام اور دوسری کفر! اور دنیا میں اصل جنگ صرف کفر و اسلام ہی کے درمیان ہے۔ مسلمان حکمرانوں کی سمجھ میں جب تک یہ نکتہ نہیں آتا اس وقت تک وہ ان آزمائشوں سے نہیں نکل سکتے جن میں وہ آج کل گھرے ہوئے بلکہ گھرے جا رہے ہیں۔ افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ کافر، عیسائی ہوں، یہودی ہوں، ہنود ہوں، سکھ ہوں، پارسی ہوں، جو وجود باری تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہیں) یا وہ کافر ہوں جو وجود باری تعالیٰ کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ ان سارے کافروں نے الکفر ملة واحدة کے بقول صرف اسلام کو ہدف بنا رکھا ہے۔ ان میں سے غیر مسلم دنیا کے کچھ ممالک اگر علاقائی طور پر کسی جگہ مسلمان حکومتوں سے...... یعنی اسلام کے نہیں...... جذبہ خیر خواہی اور ہمدردی کا اظہار کرتے یا ان کے ہم نوا ہوتے ہیں تو وہ ان کی صرف اپنی حفاظت، استحکام اور علاقائی ضرورت ہوتی ہے وگرنہ وہ جب بھی اپنی پالیسیاں تشکیل دیتے ہیں یا انھیں اسلام اور کفر کے تقابل کا موقع ملتا ہے تو پوری کافر دنیا اپنے باہمی اتفاق اور تفوق کے اظہار سے بغض اسلام کا اظہار چھپا نہیں سکتی اسی طرح مسلمانوں کو بھی باہمی فروعی اختلافات سے بالا ہو کر کفر کے مقابلہ میں اسلام کو بالاتر رکھنے اور اپنے عمل سے مسلمانوں کی برتری ثابت کرنے کے لیے متحد و متفق ہو کر اپنا موقف پیش کرنے کی ضرورت ہے اور اس پر ثابت قدم رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہم یہ سب جانتے اور اس کا اظہار کرتے ہیں کہ دنیا میں کافر مسلمانوں کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں اور مسلمان حکمران دین اسلام کے ابدی اصول چھوڑ کر قعر ذلت کی طرف لڑھک رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مومن بننے کی کوشش اور محنت تو کریں پھر دیکھیں کہ وہ سچا رب انتم الاعلون کا وعدہ کس طرح پورا کرتا ہے۔

ایک افسوسناک ملی حادثہ:

ہفتہ رفتہ میں وطن عزیز میں گلیشئر کے محاذ پر برفانی تودہ گرنے سے بہت بڑے سانحہ سے دوچار ہوگیا، جس میں سو سے زیادہ افراد جس میں زیادہ تر عساکر پاکستان کے جوان تھے، ناگہانی موت سے دوچار ہوگئے، انا لله وانا اليه راجعون۔

ان میں کچھ سینئر و جونیئر افسران کے علاوہ بعض سویلین افراد بھی شامل تھے، تاہم بحیثیت انسان اور مسلمان اس قدرتی آفت کے حادثے سے ملک وملت کو عموماً اور عساکر پاکستان کو خصوصاً ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ حدیث پاک کی رو سے ایسی موت کو نبی ﷺ نے شہادت کی موت فرمایا ہے۔ ایک مجاہد جب گھر سے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم کو فی سبیل اللہ کہا گیا ہے۔ عساکر کا شعبہ خدمت خلق، امدادی کارروائیوں میں مسلسل مصروف ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب فرمائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ احساس ذمہ داری دیکھی ہے کہ محترم کمانڈر انچیف بنفس نفیس وہاں تشریف لے جا کر امدادی کارروائیوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کے ورثاء کو صبر جمیل سے نوازے اور اجرت آخرت بھی ان کے نصیب میں فرمائے کہ انھوں نے اپنے جگر گوشوں کو دین وملک کی حفاظت کی خاطر آنکھوں سے دور کر کے گھر سے روانہ کیا تھا۔

ادارہ الاعتصام عساکر پاکستان سے بھی تعزیت کرتا ہے اور شہادت پانے والے سب ورثاء سے راضی بہ رضا رہنے کی توفیق سے بہرہ یاب ہونے کی دعا بھی کرتا ہے۔

اللهم اغفرلهم وارحمهم وعافهم واعف عنهم وارحمهم وانت خير الراحمين.

درس قرآن

قسط نمبر ۱۸

تفسیر سورۂ یٰسٓ

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَ مَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَكۡذِبُوۡنَ ۝ قَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ۝ وَ مَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ۝﴾ [یٰسٓ: ۱۵-۱۷]

''انھوں نے کہا: تم ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو اور رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم تو محض جھوٹ ہی کہہ رہے ہو۔ انھوں نے کہا: ہمارا ربّ جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمھاری طرف ضرور بھیجے ہوئے ہیں۔ اور ہم پر صاف پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں۔''

ان رسولوں کی دعوت کے مقابلے میں قوم نے وہی بات کہی جو عموماً مکذبین انبیائے کرام کی تکذیب میں کہتے تھے کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو۔ وہ اس غلط فہمی کا شکار تھے کہ جو بشر ہے وہ رسول نہیں ہوسکتا۔ کفار مکہ بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہی کہتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اَسَرُّوا النَّجۡوَی ٭ۖ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ﴾ [الأنبياء: ۳]

''اور ان لوگوں نے خفیہ سرگوشی کی جنھوں نے ظلم کیا تھا، یہ تم جیسے ایک بشر کے سوا ہے کیا؟''

بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مکذبین کے اسی اعتراض کے حوالے سے فرمایا ہے:

﴿وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝﴾ [بنی اسرائیل: ۹۴]

''اور لوگوں کو کسی چیز نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں، جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس بات نے کہ انھوں نے کہا: کیا اللہ نے ایک بشر کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے انبیائے کرام کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا ایک بڑا بہانہ یہ بھی تھا کہ جو بشر ہوتا ہے وہ رسول نہیں ہوسکتا۔ یہی بات تمام قوموں نے کہی جیسا کہ سورۃ المؤمنون: ۲۴، ۳۳، ۳۴۔ الفرقان: ۷، ۲۰۔ الانعام: ۹۱۔ التغابن: ۶۔ القمر: ۲۴۔ ابراہیم: ۱۰، ۱۱ وغیرہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ہم سورۂ قٓ کی آیت (۲) کے تحت جو کچھ عرض کر آئے ہیں اس پر ایک نظر ڈال لیجیے۔

دوسری قوموں کی طرح اس بستی والوں نے بھی رسولوں کو یہی جواب دیا کہ تم تو ہمارے جیسے بشر ہو۔ ہم تمھاری بات کیونکر تسلیم کریں۔ تم جھوٹ کہتے ہو رحمٰن نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ نہ تم پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے نہ ہی تمھارے پاس اللہ کی کوئی وحی آئی ہے۔ وہ گویا ''الرحمٰن'' کو تسلیم کرتے تھے مگر یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کہ ''الرحمٰن'' نے ہماری راہنمائی کے لیے کچھ اتارا ہے۔ نزولِ وحی کا انکار دراصل وہ اپنی آزاد فکری اور آباء واجداد کی پیروی کے تناظر میں کرتے تھے کہ اگر ہم الرحمٰن کی ''وحی'' کا اعتراف کر لیں تو نہ ہم اپنی من مانی زندگی گزار سکتے ہیں اور نہ ہی آباء واجداد کے طریقہ پر قائم رہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا﴾ [لقمان: ۲۱]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔''

وحی الٰہی کی پیروی آزاد خیال منافقوں پر بھی گراں گزرتی ہے اور آباء واجداد کے متبعین پر بھی، اگرچہ ان کے آباء انھی کی طرح شرک

وخرافات میں مبتلا ہوں۔ عقل پرستی میں وہ یہ تو کہتے ہیں کہ ''الرحمٰن'' نے کچھ نازل نہیں کیا مگر یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی ''الرحمٰن'' کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے وحی نازل کرے۔ وحی کے نزول سے انکار کے جرم کا اعتراف وہ قیامت میں کریں گے، جب وہ جہنم میں ہوں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا تو وہ کہیں گے:

﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ [الملك : ۹]

''وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ یقیناً ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا: اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری۔''

قیامت میں یہ اعترافِ جرم جس ندامت میں کریں گے اس سے وحی اور اس کی پیروی کا انکار کرنے والوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ﴾ مکذبین کے جواب میں ان رسولوں نے فرمایا: تم نہیں بلکہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمھاری طرف ضرور بھیجے گئے ہیں۔ ﴿رَبُّنَا يَعْلَمُ﴾ کہہ کر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو اپنے رسول ہونے پر بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ اور یہ جملہ قسم کے قائم مقام ہوتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے علم کو گواہ بنا کر جھوٹی بات کہتا ہے کافر ہو جاتا ہے۔ (روح المعانی)

یہاں ﴿رَبُّنَا﴾ اللہ کی صفت ربوبیت کا ذکر فرمایا ہے جس میں اشارہ ہے کہ جس طرح وہ جسم کی پرورش کرنے والا اور اسے پروان چڑھانے والا ہے اسی طرح روح کو حیات اور بلندی سے سرفراز کرنے والا بھی وہی ہے اس لیے اس کا رب ہونا اس کا متقاضی ہے کہ وہ انسانوں کو روح کی غذا بھی مہیا کرے اور اپنے رسولوں کے ذریعہ سے ان کا تزکیہ کرے۔ وہی ربّ جانتا ہے کہ اس نے ہمیں تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کسے کہاں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہاں ﴿لَمُرْسَلُوْنَ﴾ لام ذکر کر کے مزید اس میں تاکید پیدا کر دی کہ ہم ضرور بھیجے ہوئے ہیں۔

غور فرمائیے کہ جس حقیقت کا اظہار انھوں نے قسماً کیا ہو اور مزید ﴿لَمُرْسَلُوْنَ﴾ کہہ کر اپنے رسول ہونے کو مؤکد بیان کیا ہو، کیا اس کے بعد اس کی گنجائش رہتی ہے۔ یہاں تینوں نے اپنے آپ کو تغلیباً رسول کہا ہو یا تیسرا حقیقتاً رسول نہیں تھا بلکہ ان کا وفادار تھا رسول صرف دو تھے۔

﴿وَمَا عَلَيْنَآ﴾ یعنی تم نہیں مانتے تو اس میں ہماری کوئی کوتاہی نہیں ہماری ذمہ داری صاف طور پر تمھیں پیغام پہنچا دینے کی تھی وہ ہم نے پوری کر دی۔ اب تمھاری مرضی ہے کہ اسے مانو یا نہ مانو۔ ہم سے تمھارے کفر کی باز پرس نہیں ہوگی۔ ﴿الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ صاف صاف پہنچا دینا یہ ہے کہ حق کو باطل سے جدا کر دیا جائے۔ اور یہ عموماً معجزات و آیات سے ہوتا ہے۔ یا یہ کہ تبلیغ ہر ہر فرد تک پہنچ جائے کسی کو تبلیغ حق کے بارے ابہام نہ رہے۔ یا یہ کہ ہر ممکن (عقلی و نقلی دلائل سے) حق ظاہر کر دیا جائے۔ (التفسير الكبير للرازي)

اس میں کسی کو اشتباہ نہ رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝﴾ [التغابن : ۱۲]

''اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو، پس اگر تم پھر جاؤ تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔''

رسول کا فریضہ تبلیغ ہے۔ تسلیم کروانا اور منوانا رسول کی ذمہ داری نہیں ہے البتہ ''تبلیغ'' میں رسول پر لازم ہے کہ اللہ کی ہر بات پہنچا دی جائے کوئی حکم چھپا کے نہ رکھے جیسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ [المائدة : ٦٧]

''اے رسول! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے ربّ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو، تُو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔''

رسول بہر حال امین ہوتا ہے وہ نہ تبلیغ احکام میں کمی کرتا ہے نہ تبیین و ابلاغ میں کوتاہی برتتا ہے۔

درسِ حدیث

توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکرول شالامار باغ۔لاہور)

باب: الاستلقاء

چت یعنی پشت کے بل لیٹنا

١٢٢٠ . عن عباد بن تميم، عن عمه - هو: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني - قال: رأيته - قلت لابن عيينة: النبي ﷺ؟ قال: نعم - مستلقيا واضعا إحدى رجليه على الأخرى .

"عباد بن تمیم اپنے چچا عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔"

١٢٢١ . عن أم بكر بنت المسور، عن أبيها قال: رأيت عبد الرحمن بن عوف مستلقيا رافعا إحدى رجليه على الأخرى .

"ام بکر بنت مسور ان کے والد سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا۔"

باب: الضجعة على وجهه

چہرے کے بل لیٹنا

١٢٢٢ . عن ابن طخفة الغفاري، أن أباه أخبره أنه كان من أصحاب الصفة، قال: بينما أنا نائم في المسجد من آخر الليل أتاني آت وأنا نائم على بطني فحركني برجله فقال: ((قم هذه ضجعة يبغضها الله)) فرفعت رأسي فإذا النبي ﷺ قائم على رأسي .

"ابن طخفہ غفاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جو اصحاب صفہ میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات کے آخری حصے میں مسجد کے اندر سویا ہوا تھا کوئی شخص آیا میں اس وقت پیٹ کے بل سویا ہوا تھا اس نے پاؤں کے ساتھ مجھے ہلایا اور کہا اس شکل میں لیٹنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے سرہانے رسول اللہ ﷺ کھڑے تھے۔"

١٢٢٣ . عن أبي أمامة، أن رسول الله ﷺ مر برجل في المسجد منبطحا لوجهه فضربه برجله وقال: ((قم نومة جهنمية))

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اوندھا یعنی پیٹ کے بل سویا ہوا تھا۔ آپ نے پاؤں سے اسے ہلایا اور فرمایا اٹھ یہ تو جہنمی لوگوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔"

باب: لا يأخذ ولا يعطي إلا باليمنى

لینے اور دینے کو دایاں ہاتھ استعمال کرنا

١٢٢٤ . عن سالم، عن أبيه قال: قال النبي ﷺ: ((لا يأكل أحد بشماله، ولا يشرب بشماله، فإن الشيطان يأكل بشماله ويشرب بشماله)). قال: كان نافع يزيد فيها: ((ولا يأخذ بها ولا يعطي بها .))

''حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی تم میں سے بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ کے ساتھ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا ہے۔حضرت نافع اس حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے کہ بائیں ہاتھ سے نہ کچھ لے اور نہ کچھ دے۔''

باب: أين يضع نعليه إذا جلس؟

بیٹھتے وقت آدمی اپنے جوتے کہاں رکھے؟

١٢٢٥ . عن ابن عباس قال: من السنة إذا جلس الرجل أن يخلع نعليه فيضعهما إلى جنبه .

''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے جب کوئی آدمی کہیں بیٹھے تو اپنے جوتے اتار کر اپنے پہلو میں رکھ لے۔''

باب: الشيطان يجيء بالعود والشيء يطرحه على الفراش

شیطان لکڑی یا کوئی اور چیز لاکر بستر پر ڈال دیتا ہے

١٢٢٦ . عن أبا أمامة يقول: إن الشيطان يأتي إلى فراش أحدكم بعد ما يفرشه أهله ويهيئونه ، فيلقي عليه العود والحجر أو الشيء ليغضبه على أهله ، فإذا وجد ذلك فلا يغضب على أهله ، قال: لأنه من عمل الشيطان .

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کا بستر اس کے اہل خانہ بچھا دیتے ہیں تو شیطان اس پر تنکے، کنکر، لکڑی یا کوئی اور چیز ڈال دیتا ہے تاکہ وہ اپنے گھر والوں سے ناراض ہوجائے۔ جب تم اپنے بستر پر کوئی چیز دیکھو تو اپنے اپنے گھر والوں پر غصہ نہ کرو اس لیے کہ یہ شیطان کی شرارت ہے۔''

باب: من بات على سطح ليس له سترة

جس چھت پر چار دیواری نہ ہو اس پر سونا

١٢٢٧ . عن عبد الرحمن بن علي ، عن أبيه ، عن النبي ﷺ قال: ((من بات على ظهر بيت ليس عليه حجاب فقد برئت منه الذمة .))
قال أبو عبد الله: في إسناده نظر .

''حضرت عبدالرحمٰن بن علی اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھر کی چھت پر رات گزارے جس کی چار دیواری نہ ہو تو میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ کیونکہ نیند میں اسے کچھ پتہ نہیں رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے گر کر مر جائے۔'' امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کی سند محل نظر ہے۔

١٢٢٨ . عن علي بن عمارة قال: جاء أبو أيوب الأنصاري فصعدت به على سطح أجلح ، فنزل وقال: كدت أن أبيت الليلة ولا ذمة لي .

''حضرت علی بن عمارہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے میں ان کو ساتھ لے کر ایک بلند کھلی ہوئی چھت پر لے گیا وہ نیچے اتر آئے اوپر نہ سوئے۔ فرمایا: میں رات چھت پر گزار تو لیتا اور میری حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہ ہوتی۔ اس لیے میں نیچے اتر آیا ہوں۔''

١٢٢٩ . عن زهير ، عن رجل من أصحاب النبي ﷺ ، عن النبي ﷺ قال: ((من بات على إنجار فوقع منه فمات برئت منه الذمة ، ومن ركب البحر حين يرتج - يعني: يغتلم - فهلك برئت منه الذمة .))

''حضرت زہیر ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رات گزاری ایسی چھت پر جس کی چار دیواری نہ ہو اور وہ گر کر مر گیا تو میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں اور جو شخص دریا میں طغیانی کے وقت سفر کرے اور وہ ہلاک ہوجائے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔''

باب: هل يدلي رجليه إذا جلس؟

کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر اس میں پاؤں لٹکانا

١٢٣٠ . أن أبا موسى الأشعري أخبره، أن النبي ﷺ كان في حائط على قف البئر مدليا رجليه في البئر .

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک احاطہ میں کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے۔''

باب: ما يقول: إذا خرج لحاجته؟

جب گھر سے نکلے تو کیا کہے؟

١٢٣١ . مسلم بن أبي مريم: أن ابن عمر كان إذا خرج من بيته قال: اللهم سلمني وسلم مني .

''مسلم بن ابی مریم بیان کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ پڑھتے: اے اللہ مجھے سلامت رکھ اور مجھ سے دوسرے کو بھی سلامت رکھ۔''

١٢٣٢ . عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ أنه كان إذا خرج من بيته قال: ((بسم الله، التكلان على الله، لا حول ولا قوة إلا بالله .))

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رویات ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: میں اللہ کے نام سے باہر آیا اللہ پر بھروسہ ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی کوئی طاقت نہیں بغیر اللہ کی مدد کے۔''



علوم ومعارف

قسط نمبر ٣

قرآن وسنت کا باہمی تعلق

پروفیسرڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر، فیصل آباد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

ابو الشعثاء جابر بن زید بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دوران طواف ہوئی۔ اس وقت آپ نے مجھے نصیحت فرماتے ہوئے کہا، اے ابو الشعثاء تم بصرہ کے فقہاء میں سے ہو، لہٰذا قرآنِ ناطق اور جاری سنت کے سوا فتویٰ نہ دینا، اگر تم نے اس کے سوا کیا تو خود بھی ہلاک ہوجاؤ گے اور اوروں کو بھی ہلاکت میں ڈالو گے۔ (سنن دارمي: ١/ ٥٤)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ بن زید کی یہی گفتگو ابن قیم رحمہ اللہ نے یوں نقل کی ہے:

"عن جابر بن زيد قال:لقيني ابن عمر فقال: ياجابر انك من فقهاء البصرة وتستفتي فلا تفتين الابكتاب ناطق اوسنة ماضية."

(أعلام الموقعين: ١/ ٥٩)

''جابر بن زید کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا: ''اے جابر تم فقہائے بصرہ میں سے ہو اور تم سے فتوی پوچھا جاتا ہے، لہٰذا ہرگز کتاب ناطق اور سنت ماضیہ کے سوا فتوی نہ دینا۔''

معاویہ بن ابی سفیان کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ اور سنت رسول کے مقابلہ میں کسی قسم کی گفتگو کو جہالت تصور کرتے تھے۔ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قریش کے وفد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر اللہ کے شایانِ شان حمد وثنا بیان کی، پھر کہا:

"امـا بـعد فانه بلغني ان رجالا فيكم يتحدثون بـاحـاديـث ليست فى كتا ب الله ولاتؤثر عن رسول الله ﷺ فاولئكم جهالكم."

(أعلام الموقعين: ١/ ٦٠)

''حمد وثنا کے بعد! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہ کتاب اللہ میں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، یہ تمھارے جاہل افراد ہیں۔''

ابونضرہ کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

ابونضرہ نے کہا:

"لـمـا قدم ابو سلمة البصرةاتيته انا والحسن، فـقـال لـلـحسـن :انت الحسن مـاكـان احد بـالبـصرة احب الـى لـقاءً منك ، وذلك انه بـلـغني انك تفتي برأيك ، فلا تفتِ برأيك إلا ان تـكـون سنة عـن رسول الـلـه ﷺ اوكتاب منزل." (سنن دارمي: ١/ ٥٤)

''جب ابوسلمۃ بصرہ میں آئے تو میں اور حسن اس کے پاس آئے ابونضرہ نے حسن سے کہا: آپ حسن ہیں؟ بصرہ میں آپ سے بڑھ کر مجھے کسی کی ملاقات محبوب نہیں ہے، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں، آپ اپنی رائے سے فتویٰ نہ دیں مگر یہ کہ وہ (فتویٰ) رسول اللہ ﷺ سے منقول سنت ہو یا نازل شدہ کتاب (قرآن) سے ہو۔''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

امام اوزاعی کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ قرآن میں کسی کی کوئی رائے نہیں چلتی، ائمہ کی رائے صرف ان مسائل میں ہوسکتی ہے جن کے بارے میں کتاب میں کچھ نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی طریقہ جاری ہوا، اور جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا اس میں کسی کی کوئی رائے نہیں ہوسکتی۔ (سنن دارمي: ۱/۹۵)

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس جب خواہش پرستوں کا ذکر ہوتا تو آپ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ قول پیش کیا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد حکمرانوں اور خلفاء راشدین نے ایسے طریقے رائج کئے جنہیں اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اتباع اور اللہ کی اطاعت کی تکمیل اور اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کی قوت ہے، ان کے بعد سنن کو بدلنا اس کے لیے درست نہیں ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کسی چیز میں غور وفکر کرنا جائز ہے۔ جس نے ان کے ساتھ ہدیت پائی وہی ہدیت یافتہ ہے اور جس نے ان سے نصرت حاصل کی وہی منصور ہے اور جس نے ان کو ترک کردیا وہ مومنوں کے راستہ کے سوا اوروں کی راہ کی طرف چلا اور اللہ نے اسے اسی طرف پھیر دیا جس طرف وہ پھرا اور اللہ اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا مقام ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کرتے تو خوشی سے جھوم اُٹھتے۔ (الديباج المذهب فی معرفة اعيان علماء المذهب، ص: ۷۱)

صحابہ اور تابعین کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

صحابہ و تابعین کتاب وسنت کے سوا فتویٰ دینے سے پرہیز کیا کرتے تھے، چنانچہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اسلاف صحابہ و تابعین فتویٰ دینے میں جلد بازی ناپسند کرتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ یہ کام اس کی بجائے کوئی اور کردے پھر جب وہ خیال کرتا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے یا خلفائے راشدین کے قول سے فتوی کے حکم کی معرفت میں اس کی کوشش اس پر عیاں ہوگئی ہے، تب وہ فتویٰ دے دیتا۔ (أعلام الموقعين: ۱/۵۳)

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

آپ کے ہاں قرآن فہمی کے لیے سنت کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے امام شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس ایک کوفی شخص آیا جبکہ آپ کے پاس حدیث پڑھی جارہی تھی تو اس نے کہا کہ ہمارا ان حدیثوں سے کیا تعلق! تو امام موصوف نے سختی کیساتھ ڈانٹا اور اس سے کہا کہ اگر سنت نہ ہوتی تو کوئی ہم میں سے قرآن سمجھ نہ سکتا تھا۔ پھر آپ نے آدمی سے کہا: ''تو بندر کے گوشت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اور قرآن میں اس کی دلیل کہاں ہے؟ تو آدمی لاجواب ہوگیا، پھر اس نے امام سے کہا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے کہا کہ یہ بهيمة الانعام میں سے نہیں ہے۔ (كتاب الميزان، ص: ۴۸)

دیکھئے امام موصوف نے کس قدر قرآن وسنت کا آپس میں گہرا ربط ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر سنت نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن نہ سمجھ سکتا۔

شعرانی اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ امام کا دفاعِ سنت ملاحظہ کیجیے اور امام کا اس شخص کو ڈانٹنا دیکھئے جس نے آپ کے سامنے احادیث میں غور وفکر ترک کرنے کا نظریہ پیش کیا، تو کسی شخص کے لیے یہ کیسے لائق ہے کہ وہ امام موصوف کو اللہ کے دین میں اس رائے کے ساتھ کچھ کہنے کی طرف منسوب کرے جس کے لیے اللہ کی کتاب کا ظاہر شہادت دیتا ہو اور نہ سنت کا۔ (نفس المرجع)

شعرانی مزید لکھتے ہیں کہ ایک شخص دانیال کی کتاب لے کر کوفہ میں داخل ہوا، ابوحنیفہ قریب تھے کہ اسے قتل کردیتے اور آپ نے اس سے کہا: کیا یہاں قرآن اور حدیث کے سوا بھی کوئی کتاب ہے؟ (نفس المرجع، ص: ۴۹)

ایک دفعہ ابوحنیفہ سے کہا گیا کہ لوگوں نے حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اس کے سماع پر متوجہ ہوگئے، تو آپ رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کا سماعِ حدیث بذاتِ خود عمل بالحدیث ہے، اور آپ کہا کرتے تھے کہ لوگ

درست رہے جب تک ان میں حدیث کے طالب موجود رہے۔ پھر جب لوگوں نے بلا حدیث علم طلب کیا تو وہ خراب ہو گئے۔

(نفس المرجع)

امام موصوف کے ہاں قرآن وسنت کے باہمی تعلق کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا:

"آخُذُ بکتاب الله فمالم اجد فبسنةرسول الله ﷺ والاثار الصحاح التی فشت فی ایدی الثقات من الثقات فان لم اجد فبقول اصحابه اٰخذ بقول ما شئت ، واما اذا انتهی الامر الی ابراهیم والشعبی والحسن وعطاء فاجتهد کما اجتهدوا ." (مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه ابی یوسف و محمد بن حسن، ص: ۲۰)

"میں اللہ کی کتاب کو لیتا ہوں، پھر جو میں (قرآن میں) نہ پاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحیح آثار (احادیث) کو لیتا ہوں جو ثقات رواۃ سے (منقول ہوکر) ثقات کے ہاتھوں میں پھیلے ہوئے ہیں، اگر (احادیث وآثار رسول) نہ ملیں تو آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس کا قول لینا چاہتا ہوں لے لیتا ہوں، لیکن جب معاملہ ابراہیم (نخعی)، شعبی، حسن (بصری) اور عطاء (بن رباح) تک پہنچ جائے تو میں اجتہاد کرتا ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد کیا۔"

امام ابوحنیفہ کے مندرجہ ذیل اقوال سے بھی کتاب وسنت کے باہمی تعلق کا ثبوت فراہم ہوتا ہے:

"نحن لا نقیس فی مسئلة الا عند الضرورة وذلك اذا لم نجد دليلا فی الكتاب والسنة ولا فی اقضية الصحابة ." (کتاب عقود الجواهر المنيفة، ص: ۲۱)

"ہم کسی مسئلہ میں صرف بوقتِ ضرورت اس وقت قیاس کرتے ہیں، جب ہمیں کتاب اللہ، سنت رسول اور قضایا صحابہ میں کوئی دلیل دستیاب نہ ہو۔"

ایک دوسری روایت میں امام موصوف کے درج ذیل الفاظ آئے ہیں:

"انا نعمل بکتاب الله ثم بسنة رسول الله ﷺ ثم باحادیث ابی بکر و عمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم ." (نفس المرجع)

"بلا شبہ ہم کتاب اللہ پر پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر پھر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔"

امام مالک کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

امام مالک فرمایا کرتے تھے:

"اتبعوا ماانزل الیکم من ربکم وماجاء کم من نبیکم وان لم تفهموا المعنی فسلموا لعلماء کم ولا تجا دلوهم فان الجدال فی الدین من بقایا النفاق ." (کتاب المیزان: ۱/ ۴۹)

"جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تمھاری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ تمھارے نبی کی طرف سے آیا اس کی پیروی کرو! اور اگر تم معنی ومفہوم سمجھ نہ سکو تو (اسے) اپنے علماء کے سپرد کردو! اور ان سے جھگڑا مت کرو! کیونکہ دین میں جھگڑنا نفاق کے بقایا جات میں سے ہے۔"

امام موصوف کے شاگرد عبدالرحمٰن ابن قاسم مندرجہ بالا قول کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"بل هو النفاق كله لان الجدال بالباطل فی الحق مع العلماء كالجدال مع رسول الله ﷺ من حيث ان الحق شرعه ﷺ وان تفاوت مقام المجادل فی الدين ." (نفس المرجع)

"بلکہ دین میں جھگڑنا کلی نفاق ہے اس لیے کہ حق کے معاملے میں علماء سے باطل کے ساتھ جھگڑنا ایسے ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے جھگڑنا، کیونکہ جو حق ہے اسے رسول اللہ ﷺ نے شریعت قرار دیا ہے، اگرچہ دین میں جھگڑنے

والے کا مقام (اس سے) مختلف ہے۔''
امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں کتاب وسنت کی موافقت آپ کے درج ذیل قول سے واضح ہوتی ہے، آپ فرماتے ہیں:
"ماكان من كلامي موافقا للكتاب والسنة فخذوه ومالم يوافق فاتركوه." (الاعتصام، ص: ۲/ ۳٤٦)
''میرا جو کلام کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لیا کرو اور جو اس کے موافق نہ ہو اسے چھوڑ دیا کرو۔''

امام شافعی کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

امام شافعی قرآن وسنت کو اصل الاصول قرار دیتے ہوئے ان دونوں کو اخذ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ گویا آپ کے ہاں قرآن و سنت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔
"الاخذ بالاصول من افعال ذوی العقول ولا ينبغي ان يقال في شئ من الاصول لم؟ ولا كيف؟" (كتاب الميزان: ۱/ ۵۰)
''اصولوں کو اخذ کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ اصول (کتاب و سنت) کی کسی چیز کے بارے میں کیوں؟ اور کیسے؟ کہنا لائق نہیں ہے۔''
شعرانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ امام شافعی سے کہا گیا کہ اصول کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ، سنت رسول اور ان دونوں پر قیاس کرنا اصول دین ہیں۔ (نفس المرجع)
شافعی نے مزید فرمایا:
"لا حجة في قول احد دون رسول الله ﷺ وان كثروا ولا في قياس ولا شئ الا طاعة الله ورسوله ﷺ بالتسليم له." (نفس المرجع)
''رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کے قول میں، خواہ یہ (قائلین) کتنے ہی کیوں نہ ہوں، نہ قیاس میں اور نہ کسی اور چیز میں، انہیں تسلیم کرنے کی، کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کی دلیل موجود ہے۔''

متصل حدیث ہی سنت ہے:

متصل حدیث ہی کو سنت کہا جاتا ہے، اس سلسلے میں شافعی فرمایا کرتے تھے:
"اذا اتصل بينكم الحديث برسول الله ﷺ فهو سنة." (نفس المرجع)
''جب تمھاری آپس میں (روایت کی ہوئی) حدیث رسول اللہ تک پہنچ جائے تو یہی سنت ہے۔''
امام شافعی نے مزید فرمایا:
"اذا حدث الثقة عن الثقة الى ان ينتهي الى رسول الله ﷺ فهو ثابت، ولا يترك لرسول الله ﷺ حديث ابداً، الا حديث عن رسول الله ﷺ آخر يخالفه وقال في كتاب اختلافه مع مالك: ماكان الكتاب والسنة موجودين فالعذر على من سمعهما مقطوع الا باتيانهما." (أعلام الموقعين: ۲/ ۲۸۳)
''جب ثقہ، ثقہ سے حدیث روایت کرتے ہوئے اسے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دے تو یہ حدیث ثابت (سمجھی جاتی) ہے اور نبی ﷺ کی حدیث کبھی ترک نہیں کی جاتی مگر دوسری حدیث (جو اس صحیح حدیث کی) مخالف ہو (اسے ترک کر دیا جاتا ہے) شافعی نے اپنی کتاب "اختلاف الشافعي مع مالك" میں لکھا ہے کہ جس مسئلہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول موجود ہوں تو سننے والے پر لازم ہے کہ (اس مسئلے سے متعلق) کتاب وسنت پر عمل کرے۔''
امام شافعی مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع اور آپ کے حکم کو تسلیم کرنا فرض قرار دیا ہے، اللہ نے آپ ﷺ کے بعد ہر آنے والے پر آپ ﷺ ہی کی اتباع لازم کی

ہے اور جو شخص اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے سوا کا قائل ہو، اس کا قول ماننا لازم نہیں ہے۔ جو کچھ ان دونوں کے سوا ہے وہ ان کے تابع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث قبول کرنے کے بارے میں اللہ کا فریضہ ہم پر اور ہم سے پہلوں اور پچھلوں پر ایک جیسا ہے، اس بارے میں فرض مختلف نہیں ہے۔ (نفس المرجع : ۲۸۶)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ کی سنت واضح ہو جائے، اس کے لیے کسی کے قول کے سبب اس سنت کا ترک جائز نہیں ہے۔ اور تواتر کے ساتھ امام شافعی کا یہ قول ثابت ہے کہ ''جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا قول دیوار پر دے مارو'' اور شافعی سے یہ بھی صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کروں اور میں نے خود اسے اختیار نہ کیا ہو تو جان لو کہ میری عقل جا چکی ہے۔'' اور آپ سے یہ بھی صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ (نفس المرجع : ۲۸۲)

امام شافعی نے سنت کے ہوتے ہوئے اپنا قول چھوڑنے کا حکم دیا، آپ نے فرمایا:

"اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول الله ﷺ فقولوا بسنة رسول الله ﷺ ودعوا ما قلت." (نفس المرجع: ۲۸۵)

''جب تم میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف پاؤ، تو تم رسول اللہ ﷺ کی سنت کے قائل ہو جاؤ اور میرا قول چھوڑ دو۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام شافعی مکہ مکرمہ میں لوگوں سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے:

"سلونی عما شئتم أخبرکم من کتاب الله و سنة رسول الله ﷺ."

(کتاب الفقیه والمتفقه، ص: ۱/ ۱۷۷)

''جو چاہو مجھ سے پوچھتے رہو، میں تمہیں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں سے جواب دیتا رہوں گا۔''

امام احمد بن حنبل کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

امام احمد بن حنبل کے بارے میں امام شعرانی نقل کرتے ہیں کہ جب آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا، تو آپ فرماتے: کیا رسول اللہ ﷺ کے کلام کے ہوتے ہوئے بھی کسی کے کلام کی کوئی اہمیت ہے؟ (کتاب المیزان : ۱/ ۵۱)

قرآن وسنت سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ مسئلہ ''خلق قرآن'' کے سلسلہ میں آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن آپ سنت مطہرہ کے مطابق تین دن سے زائد روپوش نہ ہوئے۔

شعرانی لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں آزمائش کے دنوں میں روپوش ہوئے پھر تیسرے دن کے بعد منظر عام پر آگئے، لوگوں نے کہا کہ حکومت کے کارندے تو آپ کو تلاش کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کفار سے روپوش ہوئے تو آپ ﷺ تین دن سے زائد غار میں نہیں ٹھہرے تھے۔ (نفس المرجع)

آپ کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ ایک شخص ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں اسے صحیح وسقیم حدیث میں فرق نہ کرنے والے صاحب حدیث اور صاحبِ رائے کے سوا کوئی عالم میسر نہیں آتا تو وہ اِن دونوں میں کس سے مسئلہ دریافت کرے؟ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"یسئل صاحب الحدیث ولا یسئل صاحب الرأی." (نفس المرجع: ۵۱، ۵۲)

یعنی وہ حدیث والے سے مسئلہ پوچھے اور رائے والے سے مسئلہ نہ پوچھے۔

حافظ ابن قیم ''امام احمد بن حنبل کے فتاویٰ کے پانچ اصول'' کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ کے اصولوں میں سے تیسرا اصول یہ ہے کہ جب آپ کے سامنے صحابہ کا اختلاف آتا تو آپ رحمہ اللہ اس صحابی کا

قول پسند فرماتے جو کتاب و سنت کے قریب تر ہوتا۔
(أعلام الموقعين: ۱/ ۳۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ، احمد بن حنبل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ احمد بن حنبل جانتے تھے کہ باشندگان مدینہ اور وہاں کے علماء کا مذہب کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہے بنسبت اہل کوفہ اور وہاں کے علماء کے مذہب کے۔ (مجموع فتاویٰ: ۲۰/ ۳۳۰)

اسحاق بن ابراہیم بن ہانی اپنے مسائل میں لکھتے ہیں کہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آدمی اپنی قوم میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کسی اختلافی مسئلہ کے بارے میں اس سے پوچھا جاتا ہے، تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ شخص اس چیز کے ساتھ فتویٰ دے جو کتاب و سنت کے موافق ہو، اور جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو اس سے رک جائے۔ (نفس المرجع)

قاضی ابو یوسف کے ہاں کتاب و سنت کا باہمی تعلق:

قاضی ابو یوسف نے اپنی موت کے وقت فرمایا:

"کل ما افتیت به فقد رجعتُ عنه الا ما وافق کتاب الله و سنة رسول الله ﷺ."

(تاریخ بغداد: ۱۴/ ۲۵۴)

''میں نے جس جس چیز کے ساتھ فتویٰ دیا سب سے رجوع کرلیا سوائے اس کے جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہے۔''

شعرانی لکھتے ہیں:

"وقد كان الائمة المجتهدون كلهم يحثون اصحابهم على العمل بظاهر الكتاب والسنة ويقولون اذا رأيتم كلا منا يخالف ظاهر الكتاب والسنة فاعملوا بالكتاب والسنة واضربوا بكلامنا الحائط."

(کتاب المیزان: ۱/ ۴۶)

''سبھی مجتہدین اپنے اپنے اصحاب کو کتاب و سنت کے ظاہری احکام پر عمل کرنے کی ترغیب دیا کرتے، اور کہا کرتے تھے کہ جب تم ہمارا کلام کتاب و سنت کے ظاہر کے خلاف پاؤ، تم کتاب و سنت پر عمل کرو اور ہمارا کلام دیوار پر دے مارو!''

امام ابن حزم کے ہاں کتاب و سنت کا باہمی تعلق:

ابن حزم (م ۴۵۶ھ) سورۃ النور کی آیت نمبر ۴۷ کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دورِ حاضر کے لوگوں کے فعل کی صفت واضح کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں اور ہم ان دونوں کے فرمانبردار ہیں۔'' پھر اس اقرار کے بعد ان میں سے ایک گروہ، اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آمدہ احکام کی مخالفت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی ان کے خلاف اس نص کی وجہ سے یہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں قرآن کی آیات یا رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث کی طرف بلایا جاتا ہے یہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں ہے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ خاص ہے، بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ متروک ہے، بعض کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نے انکار کیا ہے، بعض کہہ دیتے ہیں کہ قیاس اس کے خلاف ہے، یہاں تک کہ اگر یہ حدیث یا قرآن میں ایسی چیز پالیں جو ان کے تقلیدی فعل سے موافقت رکھتی ہو تو تیزی کے ساتھ اور فرمانبردار ہو کر اس تک پہنچ جاتے ہیں۔ (الاحکام فی اصول الاحکام: ۱/ ۱۰۲، ۱۰۳)

ابن حزم سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۳ کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث پہنچے اور وہ اقرار کرتا ہو کہ یہ صحیح ہے اور یہ بھی اقرار کرتا ہو کہ اس جیسی حدیث قابل حجت ہوتی ہے یا اس جیسی حدیث کو دوسرے مقام پر صحیح مانتا ہو، پھر اسے اس جگہ قیاس کے لیے یا فلاں فلاں کے قول کے لیے ترک کردے تو اس نے یقیناً اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کی اور فتنے اور دردناک عذاب کا مستحق ٹھہرا۔

(نفس المرجع: ۱/ ۱۰۲)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث ایک دوسرے کی طرف منسوب ہیں، یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں ایک ہی چیز ہیں، ان دونوں کی طاعت واجب ہونے کے باب میں ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔(نفس المرجع: ۱/ ۹۸)

حافظ ابن حزم سورۃ النساء کی آیت نمبر ۵۹ ﴿فان تنازعتم ....والیوم الاخر﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تنازع کے وقت قرآن و سنت کے سوا کسی کی طرف متنازعہ مسئلہ لوٹانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس آیت کے ذریعے کسی قائل کے قول کی طرف، مسئلہ لوٹانا حرام قرار دیا، اوراس کے ممنوع ہونے پر اول تا آخر تمام صحابہ کا، اول تا آخر تمام تابعین کا اور اول تا آخر تمام تبع تابعین کا اجماع ہے۔اوراس چیز کے ممتنع ہونے پر بھی ان سب کا اجماع ہے کہ ان میں کوئی شخص اپنے میں سے یا اپنے سے پہلوں میں سے کسی انسان کے قول کا قصد کرے پھراس سارے پر عمل کرنے لگ جائے ،اس لئے جو شخص ابو حنیفہ کے جمیع اقوال کو یا مالک کے جمیع اقوال کو یا شافعی کے جمیع اقوال کو یا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے جمیع اقوال کو اختیار کرتا ہے اور ان کے پیروکاروں یا ان کے غیروں کے قول کو ترک کر کے کسی اور کے قول کو اختیار نہیں کرتا، اور جو کچھ قرآن وسنت میں آیا ہے اسے کسی معین شخص کی طرف پھیرے بغیر اس پر اعتماد نہیں کرتا، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس نے ساری امت اول تا آخر کے اجماع کی اس یقین کے ساتھ مخالفت کی ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں رہا۔ اور پورے تین قابل تعریف زمانوں میں وہ اپنے لیے کوئی پیش رو اور انسان نہیں پاتا ،تو یقیناً اس نے غیر مؤمنین کے راستہ کی پیروی کی ہے۔(حجة الله البالغة: ۱/ ۱۵۴-۱۵۵)

سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہاں کتاب وسنت کا باہمی تعلق:

سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ مرید صادق کا دستور العمل واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالمريد من كانت فيه هذا الجملة ...... فى الكتاب والسنة ويَصُمُّ عما سوا ذلك ."

(غنية الطالبين: ۲/ ۳۸۰)

''مرید وہ ہے جس میں ساری صفات موجود ہوں ،اور اس میں یہ صفت موجود ہو کہ وہ ہمیشہ اللہ عزوجل اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہونے والا ہو ۔غیراللہ سے اور غیراللہ کی پکار پر لبیک کہنے سے پیٹھ پھیرنے والا ہو ، وہ (مرید) اپنے رب عزوجل کی بات سنتا ہواور کتاب وسنت میں موجود ہر چیز پر عمل کرتا ہواور کتاب وسنت کے ماسوا سے بہرا بن جاتا ہو۔''

سید جیلانی رحمہ اللہ الفتح الربانی میں فرماتے ہیں:

"والزم ما جاء به الرسول وهوالكتاب والسنة فان تركتهما تزندق ومن ربقةالاسلام تمرق ." (پیغامِ جیلانی: ۳۰)

اورتو قرآن وسنت کو لازم پکڑ، جسے رسول اللہ لائے،اگرتو نے ان دونوں کو چھوڑ دیا توتو زندیق بن جائے گا، اور تیری گردن اسلام کی زنجیر سے آزاد ہو جائے گی۔ اور تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

سید جیلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"واجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيهما واعمل بهما ولا تغتربالقال والقيل والهوس ." (فتوح الغيب، ص: ۹۰)

اورتو کتاب وسنت اپنے سامنے رکھ، ان میں نظر وفکر کر، ان دونوں پرعمل کر، قیل وقال اورہوس کے دھوکہ میں نہ آتا۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"قال النبى ﷺ: ((من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد))۔ هذا يعم طلب الرزق والاعمال والاقوال، ليس لنا نبى غيره فنتبعه ولاكتاب غير القران فنعمل به، فيضلك هواك والشيطان قال الله تعالىٰ ﴿ ولا تتبع

الھویٰ فیضلك عن سبیل الله﴾ والسلامة مع الکتب والسنة والھلاك مع غیرھما ۔"
(نفس المرجع: ص: ٩١)

"نبی ﷺ نے فرمایا:((جو شخص ایسا عمل کرے جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں ہے ،تو وہ (عمل) مردود ہے))، یہ(حکم رسول) طلب رزق ، اعمال اوراقوال کو شامل ہے، آپ کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم پیروی کریں اور نہ قرآن کے سوا ہماری کوئی کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں (اے مرید اگر تو نے قرآن وسنت پر عمل نہ کیا) تو تیری خواہش اور شیطان تجھے گمراہ کردیں گے۔سلامتی قرآن و سنت پر عمل کرنے میں ہے،اوران دونوں (کتاب وسنت) کے غیر پر عمل کرنے میں ہلاکت وتباہی ہے۔"

سید جیلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"اذ وجدت بقلبك بغض شخص او حبه فاعرض اعماله علی الکتاب والسنة ، فان کانت فیھما مبغوضة فابشر بموا فقتك الله عز و جل ورسوله۔ وان کانت اعماله فیھما محبوبة وانت تبغضه فاعلم بانك صاحب ھویً تبغضه بھواك ظالماً له ببغضك اياه وعاصٍ لله عزو جل ولرسوله ومخالفا لھما ." (نفس المرجع: ص: ٧٥)

"جب تو کسی شخص کے بارے میں اپنے دل میں بغض یا محبت پائے ،تو اس کے عملوں کو کتاب وسنت پر پیش کر، اگر اس کے اعمال ان دونوں (کتاب اللہ اورسنت رسول) میں مبغوض ٹھہرتے ہوں، تو تُو اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ اپنی موافقت سے خوش ہوجا، اوراگراس کے اعمال ان دونوں میں محبوب ٹھہرتے ہوں اورتو اس سے بغض رکھتا ہو، تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو خواہش پرست ہے ،اپنی خواہش پرستی کے سبب سے اس سے اپنے بغض رکھنے کی وجہ سے اس پر ظلم کرنے والا ہے ،اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان اوران دونوں کا مخالف ہے۔"

سید جیلانی رحمہ اللہ کے درج ذیل نصائح میں بھی کتاب وسنت کی باہمی مطابقت کا ذکر پایا جاتا ہے:

"وکذلك افعل بمن تحبه یعنی اعرض اعماله علی الکتاب والسنة فان کانت محبوبة فیھما فاحبه وان کانت مبغوضة فابغضه کیلاتحبه بھواك وقد أمرت بمخالفة ھواك قال عزوجل: ﴿ولا تتبع الھوی فیضلك عن سبیل الله﴾ (نفس المرجع)

یہی سلوک تو اس شخص سے کر جس سے تو محبت کرتا ہے یعنی اس کے اعمال کتاب وسنت پر پیش کر، پھر اگر اس کے اعمال کتاب وسنت میں محبوب ہوں تو تو اس سے محبت کر،اوراگر (اس کے اعمال کتاب و سنت میں)مبغوض ہوں تو تو اس سے بغض رکھ،تاکہ تو اپنی خواہش کی وجہ سے اس سے محبت نہ کرے اور تجھے تیری خواہش کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:"اور تو اپنی خواہش کی پیروی نہ کر، ورنہ یہ (خواہش کی پیروی) تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کردے گی۔"



حضرت مولانا ابوبکر صدیق السّلفی کی آمد

دارالدعوۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور کے صدر گرامی حضرت مولانا محمد ابوبکر صدیق السّلفی حفظہ اللہ ٩/اپریل ٢٠١٢ء ادارہ میں تشریف لائے۔

کارکنان سے انھوں نے حال احوال دریافت فرمایا اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

اللہ کریم انھیں صحت وعافیت عطا کرے، آمین۔

(ادارہ)

احکام ومسائل

علم تعبیر کی اہمیت

محمد ابراہیم سلفی، ایم فل علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

خواب کی صحیح تعبیر ایک مبارک علم ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور ان کے متبعین کو دیتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو عطا کیے جانے والے انعامات میں علم تعبیر کا خاص تذکرہ کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ [یوسف: ۲۱]

''اور اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو زمین میں جگہ دی کہ ہم اسے خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھا دیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ [یوسف: ٦]

''اور اسی طرح تجھے تیرا پروردگار برگزیدہ کرے گا، اور تجھے خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھائے گا۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ''تفسیر احسن البیان'' میں لکھتے ہیں:

''یعنی جس طرح تجھے تیرے رب نے نہایت عظمت والا خواب دکھانے کے لیے چن لیا۔ اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدگی بھی عطا کرے گا، اور خوابوں کی تعبیر سکھائے گا، ''تاویل الاحادیث'' کے اصل معنی باتوں کی تہہ تک پہنچنا ہے، یہاں خواب کی تعبیر مراد ہے۔''

(تفسیر احسن البیان، ص: ٦٣٩)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو منتخب کیا اور یہ ستارے اور شمس وقمر سجدہ کرتے ہوئے دکھائے ہیں، ﴿وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾ ''اور اسی طرح اللہ تجھے برگزیدہ وممتاز کرے گا۔'' یعنی نبوت ورسالت سے سرفراز فرمائے گا۔ ﴿وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ ''اور خواب کی باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔''

امام مجاہد اور دیگر کئی آئمہ تفسیر نے بیان فرمایا ہے۔ ﴿تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ سے خوابوں کی تعبیر کا علم مراد ہے۔ (المصباح المنير (تهذيب و تحقيق تفسير ابن كثير) : ۳/ ۳٤۰)

ان آیات میں سیّدنا یوسف علیہ السلام سے علم تعبیر خواب عطا فرمانے کا وعدہ کیا گیا ہے، پھر یہ وعدہ پورا بھی کر دیا گیا۔ یعنی سیّدنا یوسف علیہ السلام اس بات کا خود اقرار کرتے ہیں کہ

﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ (یوسف: ۱۰۱)

''اے میرے پروردگار! آپ نے مجھے ملک عطا فرمایا اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا۔''

''تیسیر الکریم الرحمٰن'' میں عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں مکمل اقتدار عطا کر دیا اور ان کے والدین اور بھائیوں کی ملاقات کے ذریعے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں، تو یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار، اس پر اس کا شکر، اسلام پر ثبات اور استقامت کی دعا کرتے ہوئے کہا:

﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ﴾ ''اے میرے پروردگار!

آپ نے مجھے ملک عطا فرمایا۔'' یہ انہوں نے اس لیے کہا تھا کہ وہ زمین کے خزانوں کے منتظم اور بادشاہ کے بہت بڑے وزیر تھے۔

﴿وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ﴾ ''اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا۔'' یعنی آپ نے مجھے آسمانی کتاب کی تفسیر اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا۔'' (تیسیر الکریم الرحمن: ۱/ ۵۴۲)

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو حکومت اور نبوت عطا فرمائی۔ وہ علم نبوت کی روشنی میں خوابوں کی تعبیر بھی صحیح طور پر کرلیا کرتے تھے۔ بلکہ اس فن میں انہیں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔

حدیث میں آیا ہے کہ علم تعبیر خواب سیّدنا یوسف علیہ السلام کا ایک علمی معجزہ تھا اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو چیز پیغمبر کا معجزہ ہو، وہ یقیناً افضل واعلیٰ ہوتی ہے۔ (تعبیر الرؤیا بحوالہ کامل التعبیر، ص: ۵۳)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

((رؤیا المومن جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۹۸۸)

''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

تمام انسانی کمالات میں نبوت سب سے اعلیٰ وافضل کمال ہے، جس کی وجہ سے انسان فرشتوں سے بھی افضل ہو جاتا ہے، تو جو چیز اعلیٰ چیز کا جز ہو، وہ بھی عمدہ ہی ہوا کرتی ہے، تو جب اچھا خواب نبوت کا حصہ ہونے کی وجہ سے افضل چیز ہے، تو پھر اس کا علم یعنی تعبیر خواب بھی اعلیٰ وافضل ثابت ہوا۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمیں کار خیر سے مطلع فرمایا کرتے تھے اگر اب خدانخواستہ آپ کی اجل آ پہنچی، تو ہم کو کون مطلع کیا کرے گا اور دینی و دنیوی امور کی خیر و بھلائی ہمیں کس طرح معلوم ہوا کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

((بعد وفاتي یسقطع الوحی ولا ینقطع المبشرات .))

''میری وفات کے بعد وحی تو ختم ہو جائے گی، لیکن مبشرات ختم نہیں ہوں گے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مبشرات کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((الرؤیا الصالحة التی یراھا المرء الصالح .))

(تعبیر الرؤیا بحوالہ کامل التعبیر، ص: ۵۳،۵۴)

''یعنی مبشرات وہ اچھے خواب ہیں، جو نیک بندوں کو دکھائی دیتے ہیں۔''

علم تعبیر ایک اہم علم ہے، امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علم تعبیر اور دیگر علوم میں یہ فرق ہے کہ دیگر علوم کا طالب اس علم کے اصول کے خلاف نہیں کرسکتا، اور اس کا قیاس قابل تعبیر نہیں ہوتا اور اس کو تعبیر کا طریقہ معلوم نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ علم ایسا نازک ہے کہ اس کے اصول ایک حالت پر قائم نہیں رہتے۔ کیونکہ لوگوں کے حالات بموجب ان کی شکل و شباہت، صفت دیانت اور ہمت واعتقاد کے بدلتے رہتے ہیں۔ اوقات کے اختلاف سے بھی اس علم میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ کسی وقت تو تعبیر مثل اور اصل کے ساتھ کرنی پڑتی ہے، اور کسی وقت اس کی ضد اور نقیض کے ساتھ کی جاتی ہے۔'' (ایضاً، ص: ۵۵)

تعبیر خواب کے اصول:

ہر علم اور فن کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں، اسی طرح علم تعبیر میں مہارت حاصل کرنے کے لیے اس کے قوانین کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

امام بغوی رحمہ اللہ ''شرح السنہ'' میں لکھتے ہیں، کہ خواب کی صحیح تعبیر تک پہنچنے کے لیے مندرجہ ذیل پانچ طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کی جائے۔
۲۔ حدیث رسول ﷺ سے استنباط کیا جائے۔
۳۔ امثال عرب سے استدلال کیا جائے۔
۴۔ ناموں اور ان کے معانی سے تعبیر کی جائے۔
۵۔ کبھی خواب میں دیکھی گئی چیز کی مخالفت اور ضد سے تاویل کی جائے گی۔(شرح السنه: ۱۲/ ۲۲۰)

قرآن مجید کے ذریعے تعبیر:

۱۔ رسّی کی تعبیر اللہ تعالیٰ کے فرمان:
﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ﴾ [آل عمران: ۱۰۳]
کی روشنی میں عہد و پیمان کے ساتھ کی جائے گی۔
۲۔ کشتی اور بحری جہاز کی تعبیر:
﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ﴾ [العنکبوت: ۱۵]
کی روشنی میں نجات پانے اور چھٹکارہ حاصل کرنے کے ساتھ کریں۔
۳۔ لکڑیوں سے ﴿كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ [امنافقون: ٤] کے پیش نظر نفاق مراد لیں۔
۴۔ ﴿فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾ [البقرة: ٧٤] کے ذریعے پتھر کی تعبیر شدت اور سختی سے کی جائے گی۔
۵۔ شیر خوار بچے کی تعبیر، ﴿فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا﴾ [القصص: ٨] کی روشنی میں دشمنی کے ساتھ کریں۔
۶۔ خواب میں راکھ کی تعبیر نا قابل قبول اعمال سے کی جائے گی۔
کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:
﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ﴾ [ابراهيم: ١٨]
۷۔ کچا گوشت کھانے کی تعبیر اللہ تعالیٰ کے فرمان:
﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا﴾
[الحجرات: ١٢]
کی روشنی میں غیبت کرنے سے کی جائے گی۔
۸۔ سبزی، خربوزہ، لہسن، مسور کی دال اور پیاز ہاتھ میں لینے کی تعبیر ایسے شخص سے کی جائے گی۔ جو اپنے پاس موجود بہترین اور عمدہ مال و دولت، علم اور رفیق حیات کے عوض ادنیٰ درجے کی چیزیں حاصل کرے گا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ﴾
[البقرة: ٦١]
۹۔ لباس کی تعبیر اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ﴾ [البقرة: ١٨٧] کی روشنی میں ''عورت'' سے کی جائے گی۔
۱۰۔ اچھے درخت کی تعبیر ''کلمہ توحید'' اور گھٹیا درخت کی تعبیر ''شرک و بدعت'' سے کی جائے گی۔
کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:
﴿مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ﴾ [ابراهيم: ٢٤]

حدیث کی روشنی میں تعبیر:

۱۔ کوے سے ''فاسق و فاجر'' مراد لیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کوے کو فاسق کہا ہے۔
((خمس فواسق يقتلن فى الحرم، العقرب والفأرة، والحديا والغراب والكلب العقور.)) (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٨٦٥)
''پانچ شریر (جانور) حرم میں بھی قتل کیے جائیں گے۔ بچھو، چوہا، چیل، کوا اور باؤلا کتا۔''
۲۔ پسلیوں اور شیشے کے برتنوں سے مراد عورتیں لی جائیں گی۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:
((إن المرأة خلقت من ضلع.))
(صحيح بخارى، رقم الحديث: ٦١٤٩)

''بے شک عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔''

اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

((یا انجشة! رویدك سوقا بالقواریر .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث : ۳۳۳۱)

''اے انجشہ! ذرا تھم جاؤ، ان شیشے کے برتنوں سے نرم روی اختیار کرو۔''

۳۔ قمیص کی تعبیر دین پر عمل پیرا ہونے سے کی جائے گی۔ چونکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بینما انا نائم رأیت الناس یعرضون علی وعلیهم قمیص منها ما یبلغ الثدی ومنها ما یبلغ دون ذلك ومر علی عمر بن الخطاب وعلیه قمیص یجره ، قالوا ما اولت یا رسول الله ﷺ قال: الدین .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث : ۷۰۰۸)

''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں، وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں، ان میں بعض کی قمیص تو صرف سینے تک ہے، اور بعض کی اس سے بڑی ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ دین۔''

قمیص کی تعبیر دین کے ساتھ ہونے کی وجہ یہ ہے، کہ قمیص دنیا میں بدن کو ڈھانپ لیتی ہے اور دین آخرت میں ہر تکلیف دہ چیز سے بچالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تقویٰ کا لباس خیر ہی خیر ہے اور عرب لوگ فضل اور پاک دامنی کو قمیص سے تعبیر کیا کرتے تھے۔

۴۔ خواب میں ''دودھ'' کی تعبیر ''علم'' سے کی جائے گی۔

صحیح بخاری میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بینما انا نائم اتیت بقدح لبن ، فشربت منه حتی انی لأری الری یخرج من اطرافی ، فاعطیت فضلی عمر بن الخطاب ، فقال من حوله: فما اولت ذلك یا رسول الله؟ قال: العلم .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث : ۷۰۰۷)

''میں سویا ہوا تھا، کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس میں سے پیا۔ یہاں تک کہ میں نے سیرابی کا اثر اپنے اطراف میں نمایاں دیکھا، پھر میں نے اس کا بچا ہوا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا۔ جو صحابہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس کی تعبیر کیا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد ''علم'' ہے۔''

۵۔ عطر فروش کی تعبیر ''اچھے دوست'' سے اور بھٹی جلانے والے کی تعبیر ''برے دوست'' سے کی جائے گی۔ چونکہ حدیث میں ہے۔ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مثل جلیس الصالح والسوء کحامل المسلك ونافخ الکیر فحامل المسك إما ان یحذیك وإما ان تبتاع منه ، وإما ان تجد منه ریحا طیبة ، ونافخ الکیر إما ان یحرق ثیابك وإما ان تجد ریحا خبثیة .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث : ۵۵۳۴)

''نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری اٹھانے والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا، پس کستوری اٹھانے والا یا تو تمہیں (کستوری) عطیہ دے دے گا، یا تم خود اس سے خرید لو گے یا (کم ازکم) تم کو اس کی عمدہ خوشبو پا لو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا،

یا پھر تم اس سے ناگوار بدبو پاؤ گے۔''

۳۔امثال عرب سے خواب کی تعبیر:

امثال عرب سے خواب کی تعبیر میں رہنمائی ملتی ہے، اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سنار کی تعبیر جھوٹے آدمی سے کی جاتی ہے، کیونکہ مقولہ مشہور ہے:

((اکذب الناس الصوّاغون .))

''لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے سنار ہوتے ہیں۔''

۲۔ گڑھا کھودنے کی تعبیر مکاری سے کی جائے گی۔ کیونکہ کہا جاتا ہے:

((من حفر حفرة وقع فیھا .))

''جو گڑھا کھودتا ہے وہی اس میں گرتا ہے۔''

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ﴾ [فاطر: ٤٣]

''اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں پر ہی پڑتا ہے۔''

۳۔ کسی کی طرف پتھر یا تیر پھینکنے کی تعبیر بہتان لگانے سے کی جائے گی۔مقولہ ہے:

((رمی فلانا بفاحشة .))

''اس نے فلاں پر فحاشی کی تہمت لگائی۔''

اور قرآن کریم میں ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ [النور: ٤]

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں۔''

۴۔ لمبے ہاتھ کی تعبیر امور خیر اور سخاوت کی کثرت سے کی جاتی ہے، کہا جاتا ہے:

((فلان اطول یدا من فلان .))

''فلاں کا ہاتھ فلاں کی نسبت لمبا ہے۔''

اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ناموں اور ان کے معانی کے ساتھ تعبیر:

اگر خواب میں راشد نامی شخص دکھائی دے، تو اس کی تعبیر رُشد وہدایت'' ہے۔''سالم'' نامی شخص نظر آئے تو اس کی تعبیر ''سلامتی'' اور ''سعید'' کی ''سعادت مندی''، ''نافع'' کی ''نفع و فائدہ''، ''عقبہ'' کی ''بہتر انجام''''رافع'' کی ''رفعت و بلندی''، ''احمد'' کی ''حمد وتعریف'' اور ''صالح'' کی ''خوبی اور صلاحیت'' کے ساتھ تعبیر کی جائے گی۔

(آپ کے خواب اور ان کی تعبیر، ص:۱۵)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رأیت ذات لیلة فیما یری النائم کانا فی دار عقبة بن رافع فاتینا برطب من رطب بن طاب فاولت الرفعة لنا فی الدنیا والعاقبة فی الآخرة وان دیننا قد طاب .))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٥٩٣٢)

''میں نے ایک رات اس حالت میں دیکھا جس میں سویا ہوا آدمی دیکھتا ہے (یعنی خواب میں دیکھا) جیسے ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں۔تو ہمارے سامنے تازہ کھجوریں لائی گئیں، اس قسم کی جس کا نام ابن طاب ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ ہمارا درجہ دنیا میں بلند ہوگا، اور آخرت میں ہمارا انجام بہتر ہوگا، اور البتہ ہمارا دین بہتر اور عمدہ ہے۔''

ایک آدمی نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ کو یہ خواب بتایا کہ: میں نے دیکھا ہے کہ میں سونے کا تاج پہنے ہوئے ہوں۔

امام موصوف فرمانے لگے:

تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تمہارا والد سفر کی حالت میں تنہا ہے، اس کی بینائی ختم ہو چکی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ تم اس کے پاس پہنچ جاؤ۔

اس آدمی نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اپنے والد کی طرف سے پہنچنے والا ایک خط نکالا۔ تو اس میں اس کے والد نے اپنی بینائی کے ختم ہو جانے، علاقہ غیر میں تنہا ہونے اور اسے اپنے پاس آنے کو کہا تھا۔

اس خواب میں تین بنیادی چیزیں ہیں:

(۱) سر (۲) تاج (۳) سونا۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے ان تینوں چیزوں کے لغوی معنی اور اشتقاق کی مدد سے ایک ضابطہ اور اصول وضع کیا، سر سے سردار مراد لیا ہے اور والد انسان کا سردار ہوتا ہے، تاج عجمیوں کا امتیازی لباس ہے اور عجمیوں کی سرزمین عربوں کے لیے علاقہ غیر ہے، سونے کو عربی میں ''ذھب'' کہتے ہیں، اس کا معنی ''ختم ہونا'' بھی ہیں، اس سے انہوں نے بینائی کا ختم ہونا مراد لیا ہے، ان چیزوں کو ملا کر ایک ایسی تعجب خیز تعبیر اخذ کی، جو واقع کے عین مطابق تھی۔

(آپ کے خواب اور ان کی تعبیر، ص:۱۸، ۱۹)

اس کے علاوہ ناموں سے تعبیر کرنے کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اعتبروا ھا باسمائھا وکنوھا بکناھا والرؤیا لاول عابر.))

(سنن ابن ماجه، رقم الحدیث: ۳۹۱۵)

''خوابوں کو ان (میں نظر آنی والی چیزوں) کے ناموں سے سمجھو اور چیزوں کی کنیتوں سے ان کے کنایات (واشارات) سمجھو اور خواب پہلے تعبیر کرنے والے کے لیے ہے۔''

۵۔خواب میں دیکھی گئی چیزوں کے الٹ تعبیر:

بعض اوقات خواب میں دیکھی گئی چیزوں کے الٹ اور مخالف تعبیر کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر کوئی خواب میں خوف اور ڈر محسوس کرے تو اس کی تعبیر امن سے کی جائے گی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا﴾ [النور: ۵۵]

''اور اس کے بعد ان کے خوف کو وہ (اللہ تعالیٰ) امن میں بدل دے گا۔''

اور اسی طرح ''امن'' کی تعبیر ''خوف'' سے کی جائے گی۔''

اور خواب میں رونے کی تعبیر ''خوش ہونے'' سے کی جائے گی۔

اسی طرح ''جلد بازی'' کی تعبیر ''شرمندگی'' سے اور ''طاعون'' کی تعبیر ''لڑائی یا جنگ'' سے کی جائے گی۔'' (کتاب المنامات، ص: ۱۱۷)

قیاس اور تشبیہ کی مدد سے تعبیر کرنا:

مذکورہ اقسام کے علاوہ خالد بن علی العنبری نے اپنی کتاب ''آپ کے خواب اور ان کی تعبیر'' میں لکھا ہے، کہ کبھی ایک چیز کو دوسری پر قیاس کر کے یا ایک شے کو دوسری کے ساتھ تشبیہ دے کر بھی تعبیر اخذ کی جاتی ہے، اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ آگ کی تعبیر ''فتنہ وفساد'' کے ساتھ کی جائے گی۔ کیونکہ جس طرح آگ ہر چیز کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح فتنہ فساد بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

۲۔ ستاروں کی تعبیر ''علماء'' کے ساتھ کی جائے گی۔ کیونکہ ان کے ذریعے اہل زمین کو راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ سانپ سے ''دشمن یا بدعتی'' شخص مراد لیا جائے گا۔

۴۔ کتے کی تعبیر ''کمزور'' لیکن بہت زیادہ شور مچانے والا دشمن ہے۔

۵۔ شیر سے مراد ''ظالم اور غلبہ'' حاصل کرنے والا شخص ہے۔

۶۔ لوہے اور ہتھیاروں کی تعبیر ''قوت اور فتح ونصرت'' کے ساتھ کی جائے گی۔ (آپ کے خواب اور ان کی تعبیر، ص:۱۴)



سہیل گورداسپوری کے لیے دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری حفظہ اللہ کے پوتے اور مؤرخ اہلحدیث ڈاکٹر بہاء الدین صاحب (برطانیا) کے بیٹے جناب سہیل گورداسپوری گزشتہ دنوں ایک سڑک حادثے میں زخمی ہوگئے۔ چوٹیں وغیرہ لگنے سے فیصل آباد ہسپتال بھی زیر علاج رہے اب اپنے گھر بورے والا منتقل ہوگئے ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد)

ملکی تاریخ

قسط نمبر ②

احوالِ ملتان

حافظ ریاض احمد عاقب اثری، ملتان

قریشی خاندان اور انگریزی نوازشات:

گیلانی خاندان کے ایک چشم و چراغ اور تاریخ ملتان کے مرتب سیّد اولاد علی گیلانی نے انگریز کے وفاداروں میں قریشی خاندان کے بارے جو تحریر کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ سیّد اولاد علی گیلانی شاہ محمود قریشی (موجودہ وزیر خاجہ شاہ محمود قریشی کے لکڑدادا) کے بارے رقمطراز ہیں:

''ملتان کے فتح کے وقت حکومت انگلشیہ کی ہر ممکن خدمت کر کے مورد الطاف ونوازش شاہی ہوئے۔''

(مرقع ملتان، ص:۲۵۰)

ایک جگہ حقیقت یوں آشکار کرتے ہیں:

''۱۸۴۹ء کی معرکہ آرائی میں مخدوم شاہ محمود نے سرکار انگلشیہ کا ساتھ وفاداری سے دیا۔ چنانچہ حسن خدمات کے صلہ میں مبلغ سات و روپیہ کی معافی دوام اور مبلغ تیرہ سو روپیہ سالانہ بطور نقد وظیفہ تاحین حیات مخدوم صاحب ممدوح سرکار کی طرف سے منظور ہوا۔'' (مرقع ملتان، ص:۲۵۱)

سیّد گیلانی مزید لکھتے ہیں:

''۱۸۴۹ء کے محاصرۂ ملتان میں سرکار انگریزی کے بڑے مدد ومعاون رہے اور الحاق پنجاب کے وقت سرکار عالیہ سے آپ کو مبلغ تین ہزار روپیہ نقد انعام کے علاوہ باغ بیگی والا بطور جاگیر عطا ہوا۔ آپ کا انتقال ۱۸۶۹ء میں ہوا۔''

(مرقع ملتان، ص:۲۵۳)

شیخ اکرام الحق شاہ محمود قریشی کے بارے یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''انگریزی فتح کے وقت آپ بھی سجادہ نشین تھے۔ آپ نے انگریزوں کی طرف داری کی اور مکرر سال ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں بھی آپ نے سرکار انگریزی کی حتی المقدور امداد کی جس کے صلہ میں انعامات جاگیر بصورت نقدی ومعافی مالگزاری اور باغ بیگی والا عنایت ہوئے۔''

(ارضِ ملتان، ص:۲۰۵)

شاہ محمود قریشی کے علاوہ قریشی خاندان کے دیگر مخادیم، مخدوم بہاول بخش قریشی، شیخ پیر شاہ قریشی، مخدوم حسن بخش قریشی، مخدوم مرید حسین قریشی، پیر ریاض حسین قریشی، مخدوم بہاون شاہ قریشی، مخدوم عاشق حسین قریشی اور مخدوم احمد کبیر قریشی وغیرہم نے بھی انگریز سرکار کی دل کھول کر مدد کی۔ اس وفاداری کے صلہ میں ان حضرات کو انگریزی حکومت نے انعام واکرام سے خوب نوازا اور ان کو خاص مراتب عطا کیے۔

والکلام فی ھذا یطول ولہ موضع غیر ھذا الموضع الذی نحن فیہ .

طوالت کے خدشہ سے ہم تفصیل سے گریز کر رہے ہیں۔ قارئین کرام ''تاریخ ملتان'' بالخصوص ''مرقع ملتان'' کی طرف رجوع فرمائیں۔

گیلانی خاندان اور انگریزی عنایات:

بلدۂ ملتان کا دوسرا بڑا معروف ومشہور خاندان گیلانی خاندان ہے۔ پاکستان کے موجودہ وزیر اعظم سیّد یوسف رضا گیلانی کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔ یہ خاندان عالم ربانی، حق وصداقت کی نشانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی نسل سے تعلق جوڑنے کا دعوے دار ہے۔ سیّد عبدالقادر جیلانی ۴۷۱ھ کو بمقام ''گیلان'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد گیلانی یا اس کا معرب لفظ جیلانی کے لقب سے مشہور

ہوئی۔ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے صالح وجید عالم تھے۔ تقویٰ وللّٰہیت اور عبادت وریاضت میں مشہور تھے۔ شیخ موصوف کے عقائد قرآن وسنت کے مطابق تھے۔ شیخ ممدوح کا وہی عقیدہ ہے جو اہل السنۃ وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ شیخ نے اپنے عقیدہ کے بارے خود کہا ہے:

"اعتقادنا اعتقاد السلف الصالح والصحابة ."

(سیر اعلام النبلاء: ۲۰/ ۴۴۲)

''ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔''

بلکہ شیخ نے سلف صالحین کا عقیدہ اپنانے کی تمام حضرات کو نصیحت فرمائی ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

"علیکم بالاتباع من غیر ابتداع، علیکم بمذهب السلف الصالح امشوا في الجادة المستقیمة ."

(الفتح الربانی، المجلس العاشر، ص: ۳۵)

''تمھیں چاہیے کہ اتباع (قرآن وسنت) لازم پکڑ لو اور بدعات وخرافات اختیار نہ کرو اور تمھیں چاہیے کہ سلف صالحین کے مذہب کو اختیار کرو اسی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔''

شیخ مزید فرماتے ہیں:

"فعلی المؤمن اتباع السنة والجماعة فالسنة ما سنه رسول الله ﷺ والجماعة ما اتفق علیه أصحاب رسول الله ." (الغنية: ۱/ ۱۶۵)

''مومن آدمی پر واجب ہے کہ سنت اور سنت پر چلنے والی جماعت کی پیروی کرے۔ سنت وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سنت قرار دیا ہو اور جماعت وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق ہوں۔''

یہ تھا شیخ موصوف کا عقیدہ ومسلک جس پر وہ خود کاربند تھے۔ شیخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل السنّت وجماعت یعنی سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ رکھتے تھے۔ مگر شیخ کے بعض عقیدت مندوں نے فرطِ عقیدت میں شیخ موصوف کی تعلیمات کو طاقِ نسیاں بنا ڈالا اور ایسے ایسے عقائد ونظریات بنا ڈالے جو قرآن وسنت کے صریح مخالف ہیں بلکہ شیخ موصوف کی حق پر مبنی تعلیمات کے بھی منافی ہیں۔ شیخ موصوف کے عقائد ونظریات جاننے کے لیے ''مقدمہ غنیۃ الطالبین'' از حافظ مبشر حسین لاہوری ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ صاحب نے دلائل کے ساتھ شیخ جیلانی کے عقائد ونظریات بیان فرمائے ہیں۔

فجزاه الله احسن الجزاء

آج کے گیلانی خاندان والے اپنے بزرگ شیخ عبدالقادر گیلانی کی تعلیمات سے نا آشنا ہیں۔ شرک وبدعات اور دیگر رسوم ورواج میں مبتلا ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے یا تو یہ حضرات نقلی گیلانی ہیں، اپنی نسبت غلط ان کی طرف منسوب کر رکھی ہے یا پھر انھیں شیخ کے عقائد ونظریات کا علم نہیں ہے۔ اگر اصلی گیلانی ہوتے تو قرآن وسنت پر گامزن ہوتے۔ غرض ہم موجودہ گیلانی خاندان کے اکابر کے بارے قارئین کرام کو آگاہ کر رہے تھے کہ وہ انگریزی حکومت کے وفادار رہے اور سرکار انگلشیہ کی ہر ممکن خدمات بجا لائے جس کے عوض سرکار نے انھیں خوب مال ودولت اور جائیداد سے نوازا۔

سیّد اولاد علی گیلانی مخدوم سیّد محمد غوث گیلانی کے بارے لکھتے ہیں:

''جنگ ملتان کے زمانہ میں حضرت مخدوم صاحب نے سرداران سرحد کو دخل اندازی سے روکے رکھا اور حکومت برطانیہ کی سیاسی وفوجی خدمات انجام دیں۔ سر ہربرٹ ایڈورڈز نے آپ کا دلی شکریہ ادا کیا اور کئی قیمتی اسناد عطا کرنے کے علاوہ سابقہ جاگیرات، جو سکھوں کے وقت سے آپ کے قبضہ میں تھیں، جاری رکھیں۔ آپ برابر سرکار عالیہ کے وفادار رہے۔ آپ کا انتقال ۱۸۵۳ء میں ہوا۔''

(مرقع ملتان، ص:۲۹۱، ۲۹۲)

سیّد محمد غوث گیلانی کے بعد ان کے جانشین مخدوم سیّد نور شاہ

گیلانی مقرر ہوئے۔ وہ بھی اپنے والد کی طرح برابر انگریز سرکار کے وفادار رہے۔ ان کے بارے سیّد اولاد علی گیلانی رقمطراز ہیں:

''حکومت برطانیہ سے آپ کے تعلقات ہمیشہ وفادارانہ رہے۔ جنگ ملتان اور غدر ۱۸۵۷ء میں آپ نے ناقابل قدر خدمات انجام دیں۔ افاغنۂ سرحد سے سرکار کو امداد دلوائی۔ ان خدمات کے صلہ میں آپ کو کوئی سندات سرکار عالیہ سے عطا ہوئیں۔'' (مرقع ملتان، ص:۲۹۲)

سیّد نور شاہ گیلانی کے بعد ان کے بڑے بیٹے پیر سیّد ولایت حسین گیلانی ۱۸۶۸ء میں سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ موصوف نے بھی انگریز حکومت کی خدمت کا حق ادا کیا۔ جس کے صلہ میں انھیں بڑے بڑے انعامات عطا کیے گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: مرقع ملتان، ص:۲۹۳۔

سیّد ولایت حسین شاہ گیلانی کے جانشینوں میں موجودہ گیلانی خاندان کے سربراہ اور خانقاہ موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین سیّد پیر صدر الدین شاہ گیلانی اپنے والد کے بعد گدی نشین مقرر ہوئے۔ آپ فرنگی حکومت کے بے حد مداح اور بڑے وفادار تھے۔ ان کے بارے سیّد اولاد علی گیلانی یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں:

''۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کی جگہ سجادگی کی اہم ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالا۔ گورنمنٹ نے ان کا نام پراونشل درباری کی فہرست میں رکھا اور بہت کچھ عنایات ہوئیں۔ مخدوم صاحب ہر طرح گورنمنٹ عالیہ کے وفادار رہے۔''

(مرقع ملتان، ص:۲۹۳)

منشی عبدالرحمٰن خان پیر صدر الدین گیلانی کے بارے تحریر کرتے ہیں:

''آپ موجودہ گیلانی خاندان کے سربراہ اور خانقاہ حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین تھے۔ دس برس کی عمر میں ۱۸۷۸ء کو آپ نے اپنے والد ماجد کی جگہ سجادگی سنبھالی۔ چونکہ ملتان کے گیلانی خاندان جنگ ملتان میں اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ اسی لیے انگریز حکام آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ سرکار انگریزی کے یار وفادار تھے۔ انجمن رؤساء پنجاب کے رکن اور پراونشل درباری تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں آپ نے سرکارِ انگریزی کی بڑی خدمات انجام دیں۔ جس پر آپ کو خان بہادر کے خطاب سے نوازا گیا۔''

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں، تاریخ ملتان، ص:۵۵)

سیّد صدر الدین شاہ گیلانی کے علاوہ اس خاندان کے دیگر افراد میں مخدوم سید پیر شاہ گیلانی، مخدوم سید غلام اکبر شاہ گیلانی، مخدوم شاہ علی محمد گیلانی اور مخدوم سید غلام قاسم شاہ گیلانی وغیرہم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر فرنگی حکام کی ہر ممکنہ امداد واعانت کرکے وفاداری نبھاتے رہے۔ جس کے صلہ میں ان کو کافی مرفع اراضی عنایت کی گئی۔

گیلانی خاندان کے چشم وچراغ موجودہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی بھی اپنے اکابر کی طرح انگریز سرکار کے وفادار، فرمانبردار اور اطاعت شعار نظر آتے ہیں۔ وکی لیکس رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب ماضی میں کرپشن کیسز میں ملوث رہے ہیں۔ اسی وجہ سے امریکہ بہادر نے جناب کا انتخاب کیا اور ان کو وزارت عظمیٰ کے اعلیٰ عہدہ پر فائز کروایا تاکہ وہ غلامانہ اور فدویانہ روش پر قائم رہیں۔

آج امریکہ بدمعاش وطن عزیز پاکستان کی آزادی، خودمختاری اور سالمیت کو بڑی بے دردی سے کچل رہا ہے۔ اس وقت ملک پاکستان تاریخ کی انتہائی مخدوش اور سنگین حالت سے دوچار ہے۔ یہاں امن وامان کی صورتِ حال اس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ کسی کی جان ومال محفوظ نہیں ہے۔ آج یہ درندہ صفت بدمعاش دیگر اسلامی ممالک کے علاوہ پاک سرزمین میں ڈرون حملوں اور خودکش دھماکوں کے ذریعہ خون مسلم کو ناحق بہا رہا ہے۔ نہتے مسلمانوں پر کروز میزائل، ڈیزی کٹر، کلسٹر اور یورینیم بموں کے حملے کرکے آتش وآہن کی بارش برسا رہا ہے۔ کوئی بھی اس سفاک وظالم کو روکنے والا نہیں ہے۔ اس بدمعاش

کی جارحیت، بدمعاشی، سفاکی، سنگ دلی، دہشت گردی اور درندگی کی تصویر کشی کرتے ہوئے قلم پر بھی لرزش طاری ہوجاتی ہے۔ اس بدمعاش کی سفاکیوں اور ہولناکیوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر
لہو پکارے گا آستین کا

آج ہمارے حکمران غلامانہ روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بزدلی اور نامردی اتنی ہے کہ ہمارے شریف وزیراعظم گیلانی یوں بیان دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ

''ڈرون حملے روکنے کے لیے جنگ کے خلاف ہوں۔''

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کا مسلمان بچوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں کو ناحق قتل کرنا جائز ہے۔ وزیراعظم صاحب رکوانے کی طاقت نہیں رکھتے کیا یہ غلامانہ روش نہیں ہے؟ کیا یہ بے حسی، بے ضمیری اور ملت فروشی نہیں ہے؟ عوام کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں جو اپنے قیمتی ووٹ دے کر ان ضمیر فروش حکمرانوں کو کرسی صدارت ووزارت پر متمکن کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

ان خاندان کے علاوہ گردیزی وخاکوانی خاندان کے افراد بھی انگریز حکومت کے وفادار رہے ہیں۔ جس کے عوض ان کو بہت کچھ نوازا گیا۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ قارئین کرام گردیزی وخاکوانی خاندان کی انگریز دوستی اور ملت فروشی کے لیے تاریخ ملتان (ص:۵۴۸) از منشی عبدالرحمٰن خان اور مرقع ملتان (ص: ۳۱۹) کی طرف مراجعت فرماسکتے ہیں۔

قارئین کرام نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ ان مذکورہ خاندان کے افراد جو آج بھی سیاسی افق پر چھائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے آباء واجداد کا کیا کردار تھا؟ عصر حاضر میں بھی یہ حضرات سیاست کے نام پر منافقت کا کردار ادا کررہے ہیں۔ عوام سے ووٹوں کی بھیک مانگ کر اسمبلیوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ پھر دوبارہ عوام کی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کرتے۔ عوام کو غربت، دکھ درد اور مشکلات ومصائب میں دیکھ کر بھی ان کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے۔ اپنے ان کے اللّے تللّے ختم نہیں ہوتے۔ یہ درباری، سجادہ نشین اور وڈیرے آج بھی اسمبلیوں تک پہنچتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ انگریز کی وفاداری اور دوستی ہے۔ ان سیاسی حالات میں ہمارے ممدوح مولانا سلطان محمود ملتانی بلدۂ ملتان میں وارد ہوئے۔

مذہبی حالت:

بلدۂ ملتان کو زمانہ قدیم سے ہی مذہبی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ملتان پر فرنگی قبضہ ۱۸۴۹ء کے بعد اس کی مرکزی سیاسی حیثیت تو ختم ہوچکی تاہم اس کی مذہبی حیثیت آج بھی برقرار ہے۔ خطہ ملتان میں تین ہزار سال قبل مسیح سے آج تک مختلف مذہبی تصورات رائج رہے ہیں۔ سرزمین ملتان وادیِ سندھ کی زرخیز ترین جگہ شمار کی جاتی رہی ہے۔ اس علاقے کی آبادکاری سے ہی ''دھرتی پوجا'' کا آغاز ہوگیا تھا۔ اس بلدۂ میں ''دھرتی پوجا'' کی تصدیق اکثر ماہرین شماریات نے کی ہے۔ جن میں ابن حنیف کا نام بھی قابل ذکر ہے۔

(ملاحظہ ہو، سات دریاؤں کی سرزمین، ص:۲۴۲)

''دھرتی پوجا'' کے علاوہ اس خطہ ارضی میں سمندر، دریا، اشجار، سانپ اور مختلف اعضائے انسانی کی پوجا کا بھی عام رواج تھا۔ یہ علاقہ مذہبی طور پر اپنی ایک الگ شناخت رکھتا تھا اور اسے قدیم زمانوں سے بھی مذہبی تقدس حاصل تھا۔ ابن حنیف رقمطراز ہیں:

''ہزاروں سال پہلے جب ملتان پہلی بار بڑا شہر یا قصبہ بنا تھا تو اس وقت بھی اسے اگر پاکستان کے بہت بڑے علاقے میں نہیں تو کم از کم ملوہہ یعنی وسطی اور اس کے ساتھ زیریں پنجاب میں مذہبی اہمیت ضرور حاصل تھی اس مذہبی اہمیت کی مثال عراق کے قدیم شہروں اردک، اُر، لاگاش اور بالآخر بابل سے دی جاسکتی ہے۔''

(سات دریاؤں کی سرزمین، ص:۲۴۷)

ہندومت دنیا کا قدیم ترین مذہب شمار کیا جاتا ہے۔ اس مذہب کے نظریات ہزاروں سال قبل از مسیح چلے آرہے ہیں۔ وادیِ سندھ میں آریاؤں کی آمد کے بعد آریائی مذہب اور مقامی لوگوں کے مذہبی

تصورات نے ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر جو نئی شکل اختیار کی اس کا نام ہندومت ہے۔

ایس ایم شاہد ہندو کی اصل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندو کے معنی فارسی اور دوسری زبانوں میں رہزن کے ہیں۔ عام طور پر ہندوستان کے لوگ کانوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں پہنا کرتے تھے۔ جب دوسرے ملکوں سے آنے والے مسلمانوں نے ان کو دیکھا تو خیال پیدا ہوا کہ یہ سب غلام ہیں۔ کیونکہ بالیاں ان کے اپنے ملکوں میں امتیاز کے طور پر غلاموں کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ انھوں نے ان کو غلام یا ہندو کہنا شروع کر دیا۔ ہندو کے لفظ کا ایک اور مطلب بھی نکلتا ہے یعنی کالے رنگ والے، بھارتی لوگ عام طور پر سیاہ فام ہوتے ہیں پس ان کا نام ہندو چلنا شروع ہو گیا۔''

(تقابل ادیان، ص:۱۲۴)

ہندومت کا بنیادی مآخذ قدیم آریائی مذہب کی مقدس کتابیں رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید ہیں۔ سورج مندر، پرہلاد مندر اور مندر نرسنگھ پوری کی وجہ سے ملتان کا شمار قدیم ادوار سے ہی ہندوؤں کے انتہائی مقدس مقامات میں ہوتا تھا۔ زائرین ان مندروں کی زیارت کے لیے دور دراز کے علاقوں سے سارا سال ملتان آتے رہتے تھے اور اپنے بیش بہا نذرانے بھی ساتھ لاتے تھے۔

شیخ اکرام الحق ہندومت کی مذہبی رسوم ورواج کے بارے یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں:

''اعصار کے دھندلکے میں ان یادوں میں سب سے نمایاں آدیتہ دیوتا کے اس بت کی یاد ہے جس کی وجہ سے ملتان نے شہرت حاصل کی۔ یہ بت صدیوں تک قائم رہا اور ان طلائی تحائف کی وجہ سے، جو اس بت پر چڑھائے جاتے تھے، ملتان ''بیت الذہب'' (سونے کا گھر) کہلانے لگا۔ ابن اثیر کا بیان ہے: ''ملتان کے بت کی طرف مال ومتاع اور تحائف ہدیہ کے طور پر لائے جاتے تھے اور لوگ دور دراز سے درشن کے لیے اس جگہ کا قصد کرتے تھے۔ وہ اپنے سر اور ڈاڑھی کے بال منڈھواتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ ان کا بت سیّدنا ایوب علیہ السلام کی تمثیل ہے۔''

(ارضِ ملتان، ص:۲۷، ۲۸)

شیخ اکرام الحق مزید رقمطراز ہیں:

''ہندو سندھ کے لوگ دور دراز سے ملتان کے بت کے پاس حج کے لیے آتے تھے اور سونا چاندی کے جواہرات، مشک اور دیگر اشیاء کا نذرانہ دیتے تھے۔ حاکم ملتان آمدنی کا معتد بہ حصہ وصول کرتا تھا۔'' (ارضِ ملتان، ص:۲۹)

۶۴۱ء کو جب بدھ مت کا پیروکار چینی سیاح ہیون سانگ ملتان پہنچا تو اس نے ملتان کے ہندو مندروں میں سے سورج مندر کی یوں تصویر کشی کی۔ وہ تحریر کرتا ہے:

''لوگ دیوتاؤں کو قربانیاں چڑھاتے اور سورج کے دیوتا کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی مورتی سونے کی بنا کر اس پر بیش قیمت جواہرات چڑھاتے ہیں۔ لوگ گرد ونواح کے شہروں سے یہاں زیارت کے لیے آتے ہیں۔''

(سفرنامہ ہیونگ شیانگ، ص:۵۸۲)

قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ہندوستان کے دور دراز کے علاقوں سے ہندو لوگ کئی کئی ماہ کا سفر کر کے ملتان آتے تھے۔ سندھ کے ہندو لوگ سورج دیوتا کے بت کو سیّدنا ایوب علیہ السلام کی تمثیل گمان کرتے تھے۔ اس لیے وہ بزعم خود یہاں درشن کرنے کے لیے آتے اور یہاں آکر سر اور ڈاڑھی کے بال منڈھواتے تھے۔ مندر میں قیمتی زیورات کی شکل میں نذرانے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ ہندو پجاری اور برہمن اس دولت پر سانپ بنے بیٹھے تھے۔

پروہت اور پنڈت، بلدۂ ملتان میں سورج دیوتا کے اہم مندر وبت کی آڑ میں پورے ہندوستان کے غریب ہندوؤں کا بری طرح استحصال کرتے تھے۔

یہ استحصال نقدی اشیاء اور عورتوں (دیوداسیوں) کے جسموں کی پامالی کی شکل میں ہوتا تھا۔ ہندو پنڈت اپنے مذہبی عقیدت مندوں اور زائرین کی پائی پائی نچوڑ لینے کی فکر میں رہتے تھے۔ ان گنت معصوم پجارنیں ان پنڈتوں کی خواہشات نفسانی کی دہلیز پر دن رات قربان ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن ان کی تسکین پھر بھی نہ ہوتی تھی۔ رائے زادہ تیرتھ رام ملتان کی مردم شماری کے بارے لکھتے ہیں:

''۱۸۶۸ء کی مردم شماری کے مطابق ملتان میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے کم تھی اور ہندو اقوام میں برہمن، کھشتری، بھاٹیہ، اروڑہ، کیراڑ، دکھنہ اور ڈریر کے لوگ آباد تھے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملتان میں ہندو مردوں کی تعداد ۸۳۹ ۷ اور عورتوں کی تعداد ۱۴۸۶۲ تھی۔''

(سیر ملتان، ص:۴۱)

تقسیم ہند کے بعد ہندوؤں کی کثیر تعداد بلدۂ ملتان سے بھارت چلی گئی اور اس کے ساتھ ہندو مت مذہب، جو ہزاروں سال سے خطہ ملتان میں مروّج تھا، عمومی طور پر یہاں سے رخصت ہوا۔ ہندو مت کے ساتھ ساتھ اس خطہ ارضی میں جین مت کے پیروکار بھی تھے۔ جین مت جینی سادھوؤں کے ذریعہ ملتان پہنچا۔ جین مت کا آغاز بدھ مت کے ساتھ ہی ہوا تھا۔ اس کے بانی مہاتما مہاویر قصبہ ویشالی (موجودہ بساڑھا) میں ۵۴۰ ق م کو پیدا ہوا۔

سیّد محمد لطیف جین مت کے مذہبی تصورات کی یوں تصویر کشی کرتے ہیں:

''جینی فلسفے کے مطابق کائنات میں دو قسم کے حقیقی وجود ہیں، 'جیو اور اجیو (یعنی جاندار اور بے جان) جین مت کو عام طور پر ہندو مت اور بدھ مت کے درمیان سمجھوتے کا نام دیا جاتا ہے۔ جین مت کے پیروکار گائے کی تعظیم کرتے ہیں، کسی بھی جاندار کو مارنا گناہ تصور کرتے ہیں، جین مت ہندو ذات پات کا بھی قائل ہے۔ البتہ قربانی کا قائل نہیں۔'' (تاریخ پنجاب، ص:۱۳۶)

ملتان میں چوک بازار کے قریب چوڑی سرائے میں ایک جین مندر تعمیر کیا گیا جس پر ساٹھ ہزار روپے کی کثیر رقم خرچ کی گئی تھی لیکن یہ مذہب ملتان میں مقبول عام نہ ہوسکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگ ہزاروں برس سے بادشاہوں کے مذہب کو قبول کرنے کے عادی تھے۔ جین مت چونکہ ملتان کے کسی حکمران کا مذہب نہ تھا اس لیے اسے قبولیت حاصل نہ ہوسکی۔ رائے زادہ تیرتھ رام کے مطابق ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں جینی مردوں کی ملتان میں تعداد ۱۵۱ اور جینی عورتوں کی تعداد ۱۶۵ تھی۔ (سیر ملتان، ص:۴۱)

سکھ مت کا آغاز سولھویں صدی عیسوی میں گورونانک نامی شخص نے کیا۔ نانک لاہور سے چالیس میل دور ننکانہ کے علاقے میں ۱۵۳۸ء کو پیدا ہوا۔ خطہ ملتان میں سکھ مت کا آغاز رنجیت سنگھ کے حملے ۱۸۰۰ء سے شروع ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں سکھوں نے ملتان میں وحشیانہ قتل وغارت کا بازار گرم کیا اور ملتان پر قابض ہوگئے۔

ملتان سے سکھوں کے اقتدار کا خاتمہ ۱۸۴۹ء میں انگریز کے آنے سے ہوا۔ ۱۸۴۹ء کی لڑائی میں بہت سے سکھ مارے گئے اور کچھ یہاں سے فرار ہوگئے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملتان میں سکھوں کی تعداد ۱۰۲۳ مرد اور عورتوں کی تعداد ۸۲۹ شمار کی گئی۔

خطہ ملتان میں عیسائی مذہب انگریزی قبضے ۱۸۴۹ء کے بعد اشاعت پذیر ہوا۔ عیسائی پادریوں نے سرکاری سرپرستی میں عیسائیت کی بھرپور نشر واشاعت کی۔ عیسائی حضرات نے ملتان آکر یہاں مشن سکول اور ہسپتال قائم کیے اور لوگوں کو قائل کرنے کے لیے اپنا دینی لٹریچر مفت تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں لوگوں کی مالی معاونت کرتے رہے۔ جس سے متاثر ہوکر نچلی ذات کے اکثر ہندوؤں نے عیسائیت قبول کرنا شروع کردی۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملتان میں عیسائی مردوں کی تعداد ۶۷، اور عیسائی خواتین کی تعداد ۱۶۶ تھی۔

ملتان میں آج بھی عیسائی لابی بڑے وسیع پیمانہ پر عیسائیت کی مذہبی تعلیمات عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ کچہری چوک اور صدر

کینٹ ملتان میں عیسائی مذہب کے گرجا گھر نمایاں نظر آتے ہیں۔ جہاں عیسائی لوگ آزادی سے اپنی مذہبی رسوم ورواج بجالاتے ہیں۔ خطہ ملتان میں مسیحی مشنری سکولوں کے علاوہ صدر کینٹ ریڈیو اسٹیشن سے متصل بہت بڑا عیسائی مشنری ہسپتال برائے خواتین ہے۔ یہاں وہ عام وخاص لوگوں کا علاج ومعالجہ کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں اپنے مذہبی عقائد ونظریات سے آشنا کرتے ہیں۔علی الصبح مریض وہاں پہنچ جاتے ہیں۔خواتین کو چیک کرنے سے پہلے ایک وسیع ہال میں انھیں جمع کیا جاتا ہے۔ پھر ان کے سامنے ایک مسیحی خاتون اپنے مذہبی عقائد ونظریات کا پرچار کرتی ہے۔ بعدازاں تمام خواتین کو مفت مسیحی لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔بعض انجان خواتین کے ان کے دام تزویر میں پھنس بھی جاتی ہیں۔گویا کہ یہ مسیحی ہسپتال دبستانِ عیسائیت کا منظر پیش کرتا ہے۔ یہ ان باطل پرست حضرات کا حال ہے جن کا مذہب آج اپنی اصل شکل وصورت پر نہیں رہا۔ اس کے باوجود وہ اپنی تعلیمات عام کرنے میں سرگرداں ہیں۔لیکن افسوس ہمارے مسلمان آج خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دنیاوی مشاغل میں منہمک اور دین اسلام کی سچی تعلیمات سے کوسوں دور دکھائی دیتے ہیں۔اللہ یھدیھم وإیانا

غرض خطہ ملتان میں ان مذاہب باطلہ کے ساتھ ساتھ زرتشت اور یہودی بھی نہایت قلیل تعداد میں آباد تھے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملتان شہر میں ۹ زرتشی مرد اور ۱۲ زرتشی عورتیں اور ۱۱ یہودی مرد اور ۱۷ یہودی خواتین رہائش پذیر تھیں۔



تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ

لکھوی خاندان کے علمائے کرام نے گزشتہ دور میں تدریسی، تصنیفی، خطابتی اور اصلاحی لحاظ سے بے حد خدمات سرانجام دیں اور اللہ کے فضل سے موجودہ دور کے لکھوی اہل علم اپنے اسلاف کی طرح دینی خدمات کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔ان حضرات میں سے ماضی قریب کے ایک مشہور عالم دین مولانا محی الدین لکھوی تھے جو حضرت مولانا محمد علی لکھوی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ان کی تبلیغی اور اصلاحی تگ ودو کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ بے شمار لوگ ان کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہوئے اور راہِ راست پر آئے۔ وہ صحیح معنوں میں باعمل عالم دین تھے۔ان کا طریق تبلیغ دین نہایت پرتاثیر تھا۔ وہ عام طور پر دیہات میں جاتے اور آسان زبان میں لوگوں کی سمجھ کے مطابق حالات کی روشنی میں ان سے مخاطب ہوتے۔ ان کی ہر بات لوگوں کی فہم کی گرفت میں آتی اور اپنی جگہ بنا جاتی۔ میری طویل عرصے تک ان سے رفاقت رہی اور میں ان کی زندگی کے بہت سے گوشوں سے آگاہ ہوں۔ ان کی قبولیت دعا کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔ وہ پنجاب اسمبلی کے رکن بھی رہے۔انھوں نے ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء کو وفات پائی۔ کچھ عرصہ پیشتر میں نے ''تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی'' کے نام سے ان کے کوائف حیات لکھنا شروع کیے تھے۔ بحمد اللہ اس تذکرے کا بڑا حصہ ابواب کی ترتیب سے لکھ چکا ہوں۔ باقی حصہ ان شاء اللہ چند روز تک مکمل ہو جائے گا۔ اگر کوئی صاحب ان کی بیعت کرنا چاہتا تو وہ انھیں اپنے حلقہ بیعت میں شامل کر لیتے تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان سے بیعت کرنے والے کسی صاحب کی نظر سے یہ سطور گزریں تو مہربانی فرما کر اپنے پورے پتے کے ساتھ مجھے ضرور اطلاع دیں۔ نیز ان کے بارے میں کوئی واقعہ کسی صاحب کے ذہن میں ہو تو مطلع فرمائیں۔ ہر واقعہ کی اطلاع دینے والے دوست کے حوالے سے کتاب میں لکھا جائے گا۔

محمد اسحاق بھٹی
مکان نمبر ۱۳، جناح سٹریٹ نمبر ۲۰، اسلامیہ کالونی، ساندہ، لاہور
ٹیلی فون نمبر: 042-37143677

فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری

دارالدعوۃ السّلفیہ، لاہور

۲۹۷ء۲۱۸ امّ عبدمنیب
(۶۶۴ چ چاندرات، ص:۲۳، مشربہ علم وحکمت، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ امام ابن تیمیہ
(۱۲۳ ج الجواب الباہر فی زوار المقابر (اُردو)، ص:۲۰۶۔ مکتب الدعوۃ، پاکستان۔ تعداد نسخ:۴۔
۲۹۷ء۲۱۸ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ
(۱۲۳ ز زیارۃ القبور، ص:۸۰۔ دارالدعوۃ السّلفیہ، لاہور۔ تعداد نسخ:۲۔
۲۹۷ء۲۱۸ محمد امین
(۱۷ ج جشن میلاد النبی ﷺ کی حقیقت مع جواب الجواب، ص: ۶۳۔ محمد امین، گلی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث گرجاکھ، گوجرانوالہ۔
۲۹۷ء۲۱۸ امّ عبدمنیب
(۶۶۴ ز زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی، ص:۶۷۔ مشربہ علم وحکمت، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ دکتور محمد ظفیر احمد
(۲۹۵ ز زبان کی آفتیں اور بچنے کی تدبیر، ص:۱۱۲۔ الدار السّلفیہ، بمبئی۔
۲۹۷ء۲۱۸ ابوالکلام آزاد
(۳۶ ح حقیقت نفاق، ص:۲۳۔ امام شمس الحق ڈیانوی، کراچی۔
۲۹۷ء۲۱۸ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
(۶۸۲ ف فیصلہ ہفت مسئلہ، ص: ۴۸۔ الرمضان فاؤنڈیشن جھنگ صدر، لاہور۔

۲۹۷ء۲۱۸ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
(۶۸۲ ف فیصلہ ہفت مسئلہ، ص:۴۰۔ محکمہ اوقات مغربی پاکستان، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ شیخ احمد بن حجر
(۲۷۵ جھ جھوٹ ایک کبیرہ گناہ، ص:۶۴۔ مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ ام عبدمنیب
(۶۶۴ س سالگرہ، ص:۱۶۔ مشربہ علم وحکمت، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ ام عبدمنیب
(۶۶۴ ع عید کارڈ، ص:۲۴۔ مشربہ علم وحکمت، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
(۱۲۳ ع عاشوراء محرم الحرام کے فضائل واحکام، ص:۳۰۔ فیض اللہ اکیڈمی، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ علامہ محمد ناصر الدین البانی
(۶۳۴ ق قبروں پر مساجد اور اسلام، ص:۱۳۴۔ مکتبہ دار ارقم، فیصل آباد۔
۲۹۷ء۲۱۸ حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری
(۶۱۶ م مقالات محرم، ص:۱۱۰۔ جامعہ انوار القرآن والحدیث، پتوکی۔
۲۹۷ء۲۱۸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
(۱۲۳ و ولی اللہ ترجمہ اتباع الرسول بصحیح العقول، ص:۵۶۔ الہلال بک ایجنسی، لاہور۔
۲۹۷ء۲۱۸ عبدالعزیز بن باز (مجموعہ ۱۲ کتب)
ب۱۸۲ ب بدعات ورسوم سے اجتناب، ص:۴۸۴۔ مرکز الدراسات

الاسلامیہ، میاں چنوں، ملتان۔
۲۔ نماز اور روزہ کی فضیلت، عبدالعزیز بن باز، ص:۵۶۔مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں، ملتان
۳۔ حقیقت حیات خضر علیہ السلام، عبدالستار حماد، ص:۳۲۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ، ملتان۔
۴۔ اثبات اعادہ روح، عاصم بن عبداللہ آل معمر القریوتی، ص:۳۲۔ عاصم عبداللہ القریوتی، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور۔
۵۔ سگریٹ نوشی کا حکم، الشیخ عبدالرحمٰن ناصر السعدی، ص:۱۶۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ، ملتان۔
۶۔ قرآن نافہمی کے اسباب اور اس کا حل، عبدالرحمٰن کیلانی، ص:۳۲۔ انجمن تعمیر اخلاق:۵۲۔ حماد کالونی، لاہور۔
۷۔ جرعۃ تلسخ بنام چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر پاکستان، حکیم محمد یعقوب اجملی، ص:۸۰۔ اجمل ہاؤس ڈرگ کالونی، کراچی۔
۸۔ طالب کے ایمان کی حقیقت، مولانا خان محمد ربانی، ص:۲۰۔ پاکستان سنی کونسل، کراچی۔
۹۔ تمباکو نوشی کے بارہ میں فتویٰ، محمد بن ابراہیم آل الشیخ، ص:۱۶۔ دارالترجمۃ والتالیف، منظور کالونی، کراچی۔
۱۰۔ زکوٰۃ اور عشر، مولانا ابوالسلام محمد صدیق، ص:۳۶۔ جامعہ علمیہ، ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا۔
۱۱۔ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاس کے گراں قدر اور بلند مقاصد کی وضاحت اُن کے ارشادات کی روشنی میں، ص:۱۶۔ علامہ ڈاکٹر مصلح الدین، انصار السنہ کلکتہ۔
۱۲۔ ایام النحر، سیّد اقتدار احمد صاحب، ص:۸۔ محمدی اکیڈمی، منڈی بہاء الدین۔

۴۱۸ء۲۹۷ علامہ شیخ احمد بن حجر
ب ۶۵ ۷ب بدعات اور اُن کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص:۸۸۰۔ الدار السّلفیہ، بمبئی۔
۴۱۸ء۲۹۷ علامہ عبدالعزیز بن باز
ب۱۸۲ب بدعات مروّجہ، ص:۶۴۔ المکتبۃ السّلفیہ، لاہور۔
۴۱۸ء۲۹۷ علامہ الشیخ عبدالعزیز بن باز
ب۱۸۲چ چند مروّجہ بدعات شریعت محمدیہ کی روشنی میں، ص:۵۴۔ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، ۲۔صمد پورہ اوکاڑہ، پاکستان۔
۴۱۸ء۲۹۷ الشیخ عبدالعزیز بن باز
ب۱۸۲ب بدعات ورسوم اور اسلام، ص:۴۸۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں، ملتان، پاکستان۔
۴۱۸ء۲۹۷ الشیخ عبدالعزیز بن باز
ب۱۸۲ت التحذیر من البدع، ص:۶۴۔ کرم الدین السّلفی، استاذ دارالحدیث الرحمانیہ، سولجر بازار، کراچی۔
۴۱۸ء۲۹۷ فضیلۃ الشیخ ابوبکر الجزائری
ب۶۵۳د دین میں بدعات جاری کرنا حرام ہے، ص:۳۶۔ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، ۲۔صمد پورہ اوکاڑہ، پاکستان۔
۴۱۸ء۲۹۷ الشیخ عبدالعزیز بن باز
ب۱۸۲ج جشن میلاد اور اسلام، ص:۱۶۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں، ملتان۔
۴۱۸ء۲۹۷ ابوبکر جابر الجزائری
ج ۳۳۲ق قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد، ص:۶۳۔ انس اکیڈمی، لاہور۔
۴۱۸ء۲۹۷ محمد علی جانباز
ج ۲۰۵ا احکامِ قسم ونذر، ص:۸۸۔ ادارہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ، سیالکوٹ۔
۴۱۸ء۲۹۷ علامہ ابوبکر جابر الجزائری
ج ۳۳۵ت تقریبات میلاد سنت حسنہ یا بدعت منکرہ، ص:۸۲۔

فیض اللہ اکیڈمی، لاہور۔

۴۱۸ء ۲۹۷ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت

ج ۵۶۴س سنت اور بدعت کے متعلق چند باتیں، ص:۳۹۔ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، اوکاڑہ۔

۴۱۸ء ۲۹۷ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت

ج ۵۶۴س سنت اور بدعت، ص:۴۰۔ الدار العلمیہ موری گیٹ، دہلی، انڈیا۔

۴۱۸ء ۲۹۷ محمد صفدر حسین (مجموعہ ۹ کتابچہ)

ح ۵۳ ح حسن الاقتدار فلرضاء خاتم الانبیاء، ص:

۲۔ فتویٰ مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی مطابق احادیث

۳۔ کشف الحال فی عدم جواز التسخاب الرجال

۴۔ حسن الکلام فی جواز القیام

۵۔ اقوال العلماء العمائد فی کراہۃ الفرش علی حصیرات المساجد

۶۔ الحجۃ البھیۃ فی الرد علی الفواتح البدعہ

۷۔ رفع الطعن عن علماء اہل السنن

۸۔ ہدایت

۹۔ مجموعہ الفتاویٰ فتویٰ علماء نامدار دیوبند (تائیدات از علمائے دیوبند)

۴۱۸ء ۲۹۷ مولوی حسنین رضا خان

ح ۵۲ ح حضور پر نور اعلیٰ حضرت کے وصایا شریف، ص:۲۴۔ انجمن ارشاد المسلمین، لاہور

۴۱۸ء ۲۹۷ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

ح ۲۵ ک کربلا کی کہانی حضرت ابوجعفر محمد باقر کی زبانی، ص:۱۶۔ دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور۔

۴۱۸ء ۲۹۷ عبدالمنان راسخ

۲۵۴ا وہ ہم میں سے نہیں، ص:۹۲۔ مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔

۴۱۸ء ۲۹۷ ابو محمد بدیع الدین الراشدی

ر ۲۸ ف فتویٰ قرآنی خوانی کی شرعی حیثیت، ص:۵۶۔ مکتبہ نور حرم، کراچی۔

۴۱۸ء ۲۹۷ سلیم فاروقی (مجموعہ ۷ کتب)

س ۸۶ ا اعلیٰ حضرت احمد رضان خان بریلوی اور رسوم محرم الحرام، ص:۱۴۔ پاکستان سنی کونسل رجسٹرڈ، کراچی۔

۲۔ نعت مقبول، شہزادہ ایوب حمید بھٹی، ص:۸۰۔ حمید بک ڈپو، نولکھا بازار، لاہور۔

۳۔ نظریات وہابیہ، حصہ اوّل، جاوید احمد قادری رضوی، ص:۱۵۔ مجلس راہ ہدایت، لاڑکانہ۔

۴۔ اتمام البرہان علی اہل طغیان، حکیم محمد رفیق علوی، ص:۸۰۔ حکیم مولوی محمد رفیق علوی خطیب جامع مسجد اللہ والی منڈی وار برٹن، ضلع شیخوپورہ۔

۵۔ العروج مذہب حنفیہ مولوی امام الدین سوڈھوی، ص:۷۲۔

۶۔ تفہیم الاختلاف مع ازالۃ المغالطات مولوی امام الدین سوڈھوی، ص:۴۷۔

۷۔ رسالہ ستہ مسائل فی مسلک الاحناف مولوی امام الدین سوڈھوی، ص:۳۲۔ مولوی امام الدین چک نمبر ۵۶ ایم بی ڈاکخانہ خاص تحصیل خوشاب، ضلع سرگودھا

۴۱۸ء ۲۹۷ ام عبد منیب

۶۶۴ا س سالگرہ، ص:۱۶۔ مشربہ علم وحکمت، لاہور۔

۴۱۸ء ۲۹۷ عبدالسلام رحمانی

ر ۵۱۴م المنکرات فی العقائد والاعمال والعادات، ص:۱۶۰۔ الدار العلمیہ، دہلی، انڈیا۔

۴۱۸ء ۲۹۷ علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی

س ۱۲۷ ب بدعات اور ان کا تعارف، ص:۱۴۴۔ کتاب خانہ قرآن وسنت، کراچی۔

قرآن جل رہا ہے

دبدبہ اپنی سیادت کا بٹھانے والے
کیا یہی لوگ ہیں قرآن جلانے والے

نام لینا تو مناسب نہیں خرکاروں کا
ان سے واقف ہیں بہرحال زمانے والے

یہ ہیں بازارِ دنائت کی سیاسی رونق
یہ ہیں طوفانِ سب و شتم اٹھانے والے

ان کے تاریک خدوخال کہاں چھپتے ہیں
داستاں ان کی سناتے ہیں سنانے والے

ہم فقیروں سے مروّت کی توقع نہ کریں
جشن بربادیِ اسلام منانے والے

ایک دن کیفر کردار کو پہنچیں گے ضرور
آگ اسلام کے خیموں کو لگانے والے

بھنگڑا ڈال کے بنتی نہیں تقدیرِ امم
اس پہ سوچیں تو جوانوں کو نچانے والے

ہم سے ہے چہرۂ اسلام کی رونق تازہ
ہم مسلماں ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

تذکرہ ہم سے روایاتِ سلف کا شورش
ہم ہیں اس دور کی تقدیر بنانے والے

(شورش کاشمیری)